عالمی مجلس تحفظ ختم نبوة کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوة

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

قیمت ۱۰ روپے

جلد: ۳۴ | ۱۱ تا ۱۷ ربیع الثانی ۱۴۳۶ھ مطابق یکم تا ۷ فروری ۲۰۱۵ء | شمارہ: ۵

بہترین شخص

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Email: editorkn@yahoo.com

آپ کے مسائل

مولانا اعجاز مصطفیٰ

گالی گلوچ اور فحش گوئی کی ممانعت

حافظ محمد ہارون جالندھری، کراچی

س:...... شریعت کی نظر میں گالی دینا اور فحش گوئی کتنا بڑا گناہ ہے؟ اس بارے میں قرآن و سنت میں کیا حکم ارشاد ہوا ہے؟ تحریر فرمائیں۔ آج کل گالیاں دینا فیشن بن چکا ہے اور اس کو گناہ سمجھا ہی نہیں جاتا۔ مذاق مذاق میں اور بات بات پر گالی دینا عام ہے۔ چھوٹا بڑا ہر ایک اس فعل میں ملوث ہے، چھوٹے چھوٹے بچوں کو گالیاں سکھائی جاتی ہیں اور تفریحاً ان سے کہا جاتا ہے کہ گالی بک کے دکھاؤ، دوسری طرف مذاق میں گالم گلوچ کرتے کرتے نوبت لڑائی فساد تک جا پہنچتی ہے اور ایک دوسرے کے ساتھ دست و گریبان ہوجاتے ہیں۔

ج:...... اسلامی شریعت نے تو مسلمانوں کو بہترین اخلاق اور بڑا ادب سکھلایا ہے اور اس کو نہ صرف ضروری قرار دیا ہے بلکہ اس پر عمل کرنے والوں کو بہترین اخلاق کے حامل ہونے کی سند اور اُن سے عظیم اجر و ثواب اور جنت کے حصول کا وعدہ بھی فرمایا ہے۔ چنانچہ حدیث مبارکہ ہے:

"عن عبداللّٰہ بن عمرو قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان من احبکم الی احسنکم اخلاقاً۔" (مشکوٰۃ:۴۳۱)

ترجمہ: "عبداللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "تم میں سے مجھے سب سے زیادہ محبوب وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں۔"

ایک اور حدیث میں ہے: "عن ابی الدرداء عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اثقل شیئ یوضع فی میزان المومن یوم القیامة خلق حسن و ان اللہ یبغض الفاحش البذیئ۔" (مشکوٰۃ:۴۳۱)

ترجمہ: "ابودرداءؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سب سے وزنی چیز جو ایک مؤمن کے ترازو میں قیامت کے دن تولی جائے گی وہ بہترین اخلاق ہوں گے اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ بے حیا فحش گو کو ناپسند فرماتے ہیں۔" (مشکوٰۃ:۴۳۱)

کسی مسلمان کو ایذا دینا، اس کی غیبت کرنا، مذاق اڑانا، بے عزت کرنا، بُرے القابات سے نوازنا، اس کو بُرا بھلا کہنا گالی گلوچ کرنا یہ سب امور ناجائز ہیں اور گناہ کبیرہ ہے اور یہ گناہ ایسے ہیں کہ ان کا تعلق حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد سے بھی ہے یعنی ایسے گناہ کے ارتکاب کرنے والے شخص کی توبہ اللہ تعالیٰ کے یہاں اُس وقت تک قبول نہیں ہوتی جب تک کہ وہ خود صاحب حق سے جاکر معافی نہ مانگ لے۔

گالی گلوچ کرنے سے ممانعت کے بارے میں چند احادیث درج کی جاتی ہیں:

۱:... "عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سباب المسلم فسوق وقتالہ کفر۔" (مشکوٰۃ:۴۱۱)

ترجمہ: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کو گالی دینا، سخت گناہ ہے اور اسے قتل کرنا کفر ہے۔"

۲:... "عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لاینبغی لصدیق ان یکون لعاناً۔" (مشکوٰۃ:۴۱۱)

ترجمہ: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کو کسی پر لعنت کرنے والا نہیں ہونا چاہئے۔"

۳:... "عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لایرمی رجل رجلاً بالفسوق ولا یرمیہ بالکفر الا ارتدت علیہ ان لم یکن صاحبہ کذلک۔" (مشکوٰۃ:۴۱۱)

ترجمہ: "حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی کسی کو فاسق یا کافر کہتا ہے اور وہ ایسا نہ ہو تو خود کہنے والا ویسا بن جاتا ہے۔" ☆☆☆

ہفت روزہ
ختمِ نبوۃ
مجلس

جلد:۳۴ ۱۱تا۱۷ربیع الثانی ۱۴۳۶ھ مطابق یکم تا ۷رفروری ۲۰۱۵ء شمارہ:۵

مجلسِ ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا قاضی احسان احمد

سرپرست
حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیرِ اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیرِ اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

بنیاد
امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

اس شمارے میں!

انصاف اور قانون کا تقاضا!	۴	محمد اعجاز مصطفیٰ
بسنت اور پتنگ بازی	۸	مولانا مرغوب الرحمٰن سہارنپوری
موبائل فون کے ضروری احکام (۳)	۱۰	مفتی عبدالرؤف سکھروی مدظلہ
۲۱ویں ترمیم اور اس کے مضمرات	۱۲	شیخ الحدیث محمد صدیق مدظلہ
بہترین شخص	۱۳	ڈاکٹر سید حسنین احمد ندوی
وقت زندگی ہے	۱۵	عبدالغفار عزیز
قاری محمد ابراہیم رحیمی کا سفرِ آخرت	۱۷	مولانا اللہ وسایا مدظلہ
قادیانیت... اسلام اور نبوت محمدی کے خلاف (۲)	۱۹	مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ
قادیانی کذب و افترا کا نیا ریکارڈ	۲۳	مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
تحریک ختم نبوت.... آغاز سے کامیابی تک (۱۵)	۲۶	مسعود ساحر

زرِ تعاون
امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ڈالر
فی شمارہ ۱۰روپے، ششماہی: ۲۲۵روپے، سالانہ: ۴۵۰روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

انصاف اور قانون کا تقاضا!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

جب سے ہمارا وطن عزیز پاکستان معرض وجود میں آیا ہے، اس وقت سے ایک گروہ اور جتھا مسلسل اس کوشش اور کاوش میں مصروف عمل ہے کہ کسی طرح اس ملک سے دین ومذہب اور اسلام کو دیس نکالا دیا جائے، وہی دین جس کو ایک عرصہ سے ایسے طبقہ کی تزویراتی کاوشوں نے زندگی کے ہر شعبہ سے عملاً معطل کر رکھا ہے۔

اب مزید کوشش اس میں ہے کہ فردی زندگی سے بھی اس کو کھرچ کھرچ کر صاف کر دیا جائے اور اس کا طریقہ یہ نکالا کہ مختلف حیلوں بہانوں سے مسجد، مدرسہ، خانقاہیں ہوں یا دینی مراکز ان سے پاکستانی عوام کو دور رکھا جائے اور ان مساجد ومدارس کے آباد کرنے والوں پر متفرق عنوانات چسپاں کر کے اور مختلف الزامات لگا کر مسلمانوں کو ان سے متنفر کر دیا جائے۔

اس طبقہ نے کبھی تو یہ کہا کہ ہم ملکی سطح پر ترقی کرنا چاہتے ہیں، لیکن دین ومذہب پر عمل کرنے والے علماء اور دین دار لوگ ہمارے لیے رکاوٹ بنے ہوئے ہیں اور انہوں نے اس کا یہ حل سوچا کہ چاندی کی کشتی بنا کر اس میں دین ومذہب کا نام لینے والوں کو سوار کرا کر سمندر برد کر دیا جائے۔

کبھی یہ کہا کہ ہماری مادر پدر آزادی میں رخنہ ڈالنے والے مدارس میں پڑھنے اور پڑھانے والے یہ طلبہ اور علماء ہیں، لہٰذا ان مدارس کو حکومتی تحویل میں لے کر ان پر قدغن لگائی جائے اور ان کے گرد شکنجہ کس دیا جائے تو ہم آگے بڑھ سکتے ہیں۔ کبھی یہ کہا کہ ان کا نصابِ تعلیم اور نظامِ تعلیم تبدیل کر دیا جائے تو یہ ہمارے قابو میں آسکتے ہیں۔ کسی نے کہا کہ ان مدارس کے مقابل "ماڈل دینی مدارس" قائم کر دیے جائیں اور ان میں اساتذہ وطلبہ کے لیے پرکشش مراعات رکھی جائیں تو یہ آزاد مدارس خود بخود بند ہو جائیں گے۔ لیکن الحمد للہ! ان تمام بے جا پروپیگنڈوں اور تمام تر غلط الزامات کے باوجود مدارس اپنے تعلیمی مقاصد میں کامیاب رہے اور شاہراہِ ترقی پر گامزن رہتے ہوئے مسلمانوں کو ان مدارس نے ائمہ، خطباء، فقہاء، محدثین، مفسرین اور قراء کرام دیے ہیں، جنہوں نے شبانہ روز محنت کر کے امت مسلمہ کو اللہ تعالیٰ کی توحید سے، حضور اکرم ﷺ کی رسالت اور ختم نبوت سے، قرآن کریم سے، اسی طرح اسلام کے ارکانِ خمسہ: کلمہ، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج کے ساتھ ساتھ تمام دینی شعائر اور مکارم اخلاق سے وابستہ اور متصف کیا ہے تو دوسری طرف پاکستان کے مسلم بچوں کی کفالت کرتے ہوئے پاکستان کی شرح خواندگی میں بھی اضافہ کیا ہے۔

اس طبقہ کے نزدیک علماء وطلبہ کا قصور یہ ہے کہ انہوں نے مدارس ومساجد میں اللہ تعالیٰ کے دین کو ابھی تک پناہ کیوں دے رکھی ہے؟! اور ان مدارس کے علماء وطلبہ نے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی حفاظت کے لیے اپنی زندگی وقف کر دینے کی غلطی کیوں کی ہے؟! اور یہ لوگ دنیاوی مشاغل کی طرف کیوں نہیں لپکتے؟!۔ دیکھا جائے تو معلوم یوں ہوتا ہے کہ مدارس کے ان ناقدین کو مدارس اور اہل مدارس سے بیر نہیں، بلکہ انہیں اصل پرخاش اس دین سے ہے جسے مدارس اور اہل مدارس نے اپنے ہاں پناہ دی ہوئی ہے۔

۱۶ردسمبر۲۰۱۴ء کے دن آرمی پبلک اسکول پشاور کے طلبہ پر حملہ کرنے والے دہشت گردوں کی جہاں ہر شعبۂ زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد اور طبقہ نے مذمت کی ہے، وہاں اہل مدارس نے بھی اپنے اپنے بیانات میں اس المناک واقعہ کو سنگین سانحہ قرار دیا ہے۔ اسی لیے ان معصوم طلبہ کی جانوں کے نذرانے کی برکت

سے پورے ملک میں یک جہتی کی فضا بن گئی اور تمام دینی، مذہبی اور سیاسی جماعتوں نے متفقہ طور پر مطالبہ کیا کہ ان معصوم طلبہ کے قتل میں ملوث اور ذمہ دار افراد کو سخت سے سخت سزا دی جائے اور پاکستان میں دہشت گردی کرنے والوں سے سختی سے نمٹا جائے۔ اس پر ایکشن پلان بنا اور اُسے قومی اسمبلی میں منظوری کے لیے پیش کردیا گیا، لیکن یہاں بھی اس طبقہ نے یہ چال چلی کہ اس ایکشن پلان کی زد میں صرف انہی لوگوں کو نشان زد کیا جن کے سابقے یا لاحقے میں اسلام، مذہب، دین، یا فرقہ کا لفظ کسی بھی اعتبار سے جڑا ہوا ہے، باقی اگر کوئی کسی سیاسی، لسانی، علاقائی یا پاکستان دشمن تنظیم یا گروہ سے تعلق رکھتا ہے تو وہ اس کی زد میں نہیں آئے گا۔ اس انوکھے انصاف پر جنگ اخبار کے مقبول کالم نگار جناب سلیم صافی صاحب نے خوب صورت انداز میں پاکستانی عوام اور اہل مدارس کے جذبات کی ترجمانی کی ہے۔ موصوف نے ان ساٹھ تنظیموں کی فہرست بھی دی ہے جن کو حکومت نے کالعدم قرار دیا ہے اور پھر ایک اچھوتے انداز میں ان پر تبصرہ کیا ہے کہ اس ایکشن پلان یا اکیسویں ترمیم کی زد میں کونسی جماعتیں اور ادارے آسکیں گے۔ افادۂ عام اور ریکارڈ محفوظ کرنے کی غرض سے اُسے من وعن ہفت روزہ ''ختم نبوت'' کے قارئین کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے، موصوف لکھتے ہیں:

''۱:... لشکر جھنگوی، سربراہ ملک اسحاق، ۲:... سپاہ محمد پاکستان، سربراہ علامہ سید محمد رضا نقوی، ۳:... جیش محمد، سربراہ مولانا مسعود اظہر، ۴:... لشکر طیبہ، سربراہ حافظ محمد سعید، ۵:... سپاہ صحابہ پاکستان، سربراہ مولانا محمد احمد لدھیانوی، ۶:... تحریک جعفریہ پاکستان، سربراہ علامہ ساجد نقوی، ۷:... تحریک نفاذ شریعت محمدی، سربراہ مولانا صوفی محمد، ۸:... تحریک اسلامی، سربراہ علامہ حامد علی موسوی، ۹:... القاعدہ، سربراہ ڈاکٹر ایمن الظواہری، ۱۰:... ملت اسلامیہ پاکستان، سربراہ مولانا محمد احمد لدھیانوی، ۱۱:... خدام الاسلام، سربراہ مولانا مسعود اظہر، ۱۲:... اسلامی تحریک پاکستان، سربراہ علامہ ساجد علی نقوی، ۱۳:... جمعیت الانصار، سربراہ مولانا فضل الرحمٰن خلیل، ۱۴:... جمعیت الفرقان، سربراہ کمانڈر جبار، ۱۵:... حزب التحریر، سربراہ نوید اظہر حسین بٹ، ۱۶:... خیر الناس انٹرنیشنل ٹرسٹ، سربراہ ابوشعیب، ۱۷:... بلوچستان لبریشن آرمی، سربراہ حیربیار مری، ۱۸:... اسلامک اسٹوڈنٹس موومنٹ آف پاکستان، ۱۹:... لشکر اسلامی، سربراہ منگل باغ، ۲۰:... انصار الاسلام، سربراہ قاضی محبوب، ۲۱:... حاجی نامدار گروپ، سربراہ حاجی نامدار، ۲۲:... تحریک طالبان پاکستان، سربراہ مولانا فضل اللہ، ۲۳:... بلوچستان ری پبلکن آرمی، سربراہ براہمداغ بگٹی، ۲۴:... بلوچستان لبریشن فرنٹ، سربراہ ہیرک بلوچ، ۲۵:... لشکر بلوچستان، ۲۶:... بلوچستان لبریشن یونائیٹڈ فرنٹ، سربراہ خیر بخش مری، ۲۷:... بلوچستان مسلح دفاع تنظیم، ۲۸:... شیعہ طلبہ ایکشن کمیٹی گلگت، سربراہ آغا ضیاء الدین، ۲۹:... مرکز سبیل آرگنائزیشن، سربراہ آغا ضیاء الدین، ۳۰:... تنظیم نوجوانانِ سنت گلگت، سربراہ قاضی نثار، ۳۱:... پیپلز امن کمیٹی لیاری، ۳۲:... اہل سنت والجماعت، ۳۳:... الحرمین فاؤنڈیشن، ۳۴:... رابطہ ٹرسٹ، ۳۵:... انجمن امامیہ گلگت بلتستان، سربراہ آغا راحت حسین، ۳۶:... مسلم اسٹوڈنٹس آرگنائزیشن گلگت بلتستان، سربراہ شفاعت اللہ طارق، ۳۷:... تنظیم اہل سنت والجماعت گلگت، سربراہ احمد رضا خان بریلوی، ۳۸:... بلوچستان بنیاد پرست آرمی، ۳۹:... تحریک نفاذ امن، ۴۰:... تحفظ حدود اللہ، ۴۱:... بلوچستان واجا لبریشن آرمی، ۴۲:... بلوچستان ری پبلکن پارٹی آزاد، ۴۳:... بلوچستان یونائیٹڈ آرمی، ۴۴:... اسلام مجاہدین، ۴۵:... جیش اسلامی، ۴۶:... بلوچستان نیشنل لبریشن آرمی، ۴۷:... خانہ حکمت، ۴۸:... تحریک طالبان سوات، ۴۹:... تحریک طالبان مہمند، ۵۰:... طارق گیدڑ گروپ، ۵۱:... عبداللہ عزام بریگیڈ، ۵۲:... ایسٹ ترکستان اسلامک موومنٹ، ۵۳:... اسلامک موومنٹ آف ازبکستان، ۵۴:... اسلامک جہاد یونین، ۵۵:... ۳۱۳ بریگیڈ، ۵۶:... تحریک طالبان باجوڑ، ۵۷:... امر بالمعروف ونہی عن المنکر حاجی نامدار گروپ، ۵۸:... بلوچ اسٹوڈنٹس آرگنائزیشن آزاد، ۵۹:... یونائیٹڈ بلوچ آرمی، ۶۰:... جئے سندھ متحدہ محاذ۔

یہ وہ ساٹھ تنظیمیں ہیں جنہیں حکومت پاکستان نے کالعدم قرار دیا ہے۔ یہی فہرست میاں نواز شریف کی حکومت نے اس داخلی سلامتی پالیسی کی دستاویز میں دی ہے جسے وزیر داخلہ چوہدری نثار علی خان نے پیش کیا ہے۔ انصاف اور قانون کا تقاضا تو یہ ہے کہ ان سب کالعدم تنظیموں اور ان کے سربراہوں کے ساتھ یکساں سلوک کیا جائے، لیکن ہماری سیاسی قیادت نے جو ایکشن پلان بنایا ہے، اس کی رو سے مذکورہ فہرست میں درج صرف ان تنظیموں کے وابستگان کے کیس فوجی عدالتوں میں بھیجے جائیں گے، جن کی تنظیم کے ساتھ اسلام یا کسی مسلک کا لفظ درج ہے، لیکن پیپلز امن کمیٹی،

بلوچستان لبریشن آرمی یا بلوچستان یونائیٹڈ آرمی کے وابستگان کے کیسز کو فوجی عدالتوں میں نہیں بھیجا جائے گا، کیونکہ اکیسویں آئینی ترمیمی بل میں کہا گیا ہے کہ ان عدالتوں میں صرف ان دہشت گردوں کے کیسز کی سماعت ہوگی جو مذہب اور مسلک کے نام پر دہشت گردی کرتے ہیں۔ عزیر بلوچ جیسے لوگ خواہ سوانسانوں کے قتل کے ملزم کیوں نہ ہوں، لیکن انہیں ملٹری کورٹس میں پیش نہیں کیا جائے گا، کیونکہ انہوں نے مذہب یا مسلک کے نام پر بندوق نہیں اٹھائی، لیکن لشکر طیبہ یا اہلسنت والجماعت کے ایک قتل یا اقدام قتل کے ملزم کو فوجی عدالتوں میں پیش کیا جا سکتا ہے، کیونکہ انہوں نے مذہب کے نام پر جرم کیا ہے۔ جماعت اسلامی، جے یو آئی یا جے یو پی کے کسی کارکن کا کسی عسکریت پسند تنظیم سے تعلق رکھنے والا کوئی فرد کسی خلاف قانون حرکت میں ملوث پایا گیا تو حکومت اس کے کیس کو فوجی عدالتوں میں بھیج سکے گی، کیونکہ وہ مذہب کے نام پر جرم کرتا ہے، لیکن اے این پی، پیپلز پارٹی یا ایم کیو ایم کے کارکن کو اسی طرح کے جرم کے بعد بھی ان عدالتوں میں نہیں بھیجا سکے گا، کیونکہ وہ مذہب کا نام استعمال نہیں کرتا۔ کراچی میں کوئی ہزار بندوں سے بھتہ لے لے، کوئی درجن بھر لاشوں کو بوری میں بند کردے یا پھر بلوچستان میں کوئی فوج سے لڑے یا آبادکاروں کو گولیوں سے چھلنی کردے، لیکن وہ ملزم فوجی عدالتوں میں پیش نہیں کیے جائیں گے۔ گویا اس ملک میں اب مذہبی اور فقہی عصبیت سنگین جرم لیکن لسانی اور علاقائی عصبیت اب کم تر جرم ہے، حالانکہ جرم جرم ہے۔ وہ مذہب کی بنیاد پر ہو تو بھی جرم ہے، لسانی بنیاد پر ہو تو بھی جرم ہے اور ذاتیات کی بنیاد پر ہو تو بھی جرم ہے۔ قتل قتل ہے اور ڈاکہ ڈاکہ ہے، چاہے جس نام سے بھی ہو۔ اسی طرح خلاف قانون اور کالعدم قرار پانے والی تنظیموں میں تفریق کا دنیا کے کسی اور ملک میں تصور نہیں، لیکن یہاں ایک طرح کی کالعدم تنظیموں کے سربراہ کو ہر طرح کی آزادی میسر ہے، لیکن دوسری طرح کی کالعدم تنظیم کے سربراہ کا نام آتے ہی لوگ آسمان سر پر اٹھا لیتے ہیں۔ ہم نے تو مذہبی کالعدم تنظیموں میں بھی تفریق کر رکھی ہے۔ ایک قسم کی کالعدم تنظیم کے وابستگان قابل گردن زدنی قرار پائے ہیں تو دوسری طرح کی کالعدم تنظیم کے لوگ ریاست کے چہیتے ہیں۔ سید منور حسن حکیم اللہ محسود کو شہید کہیں تو قیامت برپا ہوتی ہے، لیکن ریٹائرڈ جرنیل بالاجماع مولانا فضل اللہ، بیت اللہ محسود، مولوی فقیر محمد اور منگل باغ کو مجاہد قرار دیتے رہیں تو پھر بھی محترم قرار پاتے ہیں۔ سزا ملنی چاہیے، لیکن ریاستی رٹ کو چیلنج کرنے والے ہر مجرم کو یکساں ملنی چاہیے۔ فوجی عدالتیں اگر ضروری ہیں تو پھر خوف اور دہشت پھیلانے اور ریاستی رٹ کو چیلنج کرنے والے ہر طرح کے ملزم کو اس کے سامنے پیش کیا جانا چاہیے۔ میڈیا پر اگر کالعدم تنظیموں اور ان کے وابستگان کو کوریج دینے پر پابندی ضروری ہے تو پھر سب پر یکساں لگا دی جائے۔ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ ریاست تو ان کو آزاد چھوڑ دے اور میڈیا سے کہہ دیا جائے کہ وہ ان کا بائیکاٹ کرے۔ حیرت ہوتی ہے کہ پوری ملکی سیاسی قیادت نے ایک ایسے ایکشن پلان پر صاد کر دیا کہ جو تضادات اور ابہامات کا مجموعہ ہے۔ اس پلان میں جنگ کا اعلان تو کر دیا گیا ہے، لیکن یہ واضح نہیں کیا گیا ہے کہ جنگ کس کے خلاف ہوگی۔ دہشت گردی کی واضح تعریف سامنے لائی گئی ہے اور نہ انتہا پسندی کی۔ مدارس کے نظام میں اصلاحات کی بات کی گئی ہے، لیکن یہ وضاحت موجود نہیں کہ کس طرح کی اصلاحات کی جائیں گی۔ میڈیا کو انتہا پسندوں اور اس کے ہمدردوں کے موقف کی تشہیر سے منع کیا گیا ہے، لیکن یہ رہنمائی کوئی نہیں کر رہا کہ انتہا پسند کون ہیں اور ان کے ہمدرد کون ہیں؟ میں ان لوگوں میں شامل ہوں کہ جو مذہب کو تزویراتی اور سیاسی مقاصد کے لیے استعمال کے قبیح عمل کے نتائج کو بری طرح بھگت چکے ہیں۔ میری تعلیم متاثر ہوئی، میرے رشتہ دار متاثر ہوئے، مجھے بھائیوں جیسے عزیز دوستوں کے جنازوں کو کاندھا دینا پڑا اور اپنی ثقافت اور روایات کے جنازے نکلتے دیکھے۔ افغان پالیسی پر تنقید کی وجہ سے مجھے باہر کے ایجنٹ کے طعنے بھی سننے پڑے۔ میدان صحافت میں اترتے ہی ان کا ناقد ہونے کی وجہ سے مجھے ۱۹۹۹ء میں افغان طالبان کی قید بھی کاٹنی پڑی اور میں ہی تھا کہ جو بتاتا اور سمجھاتا رہا کہ القاعدہ، افغان طالبان اور پاکستانی طالبان کا نظریاتی منبع ایک ہی ہے۔ مدارس کے نظام میں موجود خامیوں کی نشاندہی بھی میں ۲۰۰۲ء سے اپنی تحریروں میں کر رہا ہوں، لیکن اگر امتیازی قوانین کے ذریعے ان مسائل سے نمٹنے کی کوشش کی گئی تو خیر کی بجائے شر برآمد ہوگا۔ اس ملک میں رہنے والا ہر فرد برابر کا شہری ہے اور سب کے ساتھ یکساں سلوک ہونا چاہیے۔ ہمارے ملک میں فساد کی اصل وجہ یہی ہے کہ یہاں سب شہریوں پر قانون یکساں اطلاق نہیں ہوتا۔ ایک طبقے کے لوگوں کے لیے جو چیز جرم قرار پاتی ہے، دوسرے طبقے کے لوگوں کے لیے وہ فیشن ہے۔ خوف اور دہشت جو بھی جس نام پر بھی پھیلائے، سنگین سزا کا مستحق ہے۔

انسان کا قتل جو بھی، جس نام پر بھی کرے، قاتل ہے۔ ریاست کے خلاف بندوق جو بھی، جس نام پر بھی اٹھائے' باغی ہے۔ کالعدم جو بھی ہو' خلاف قانون ہے۔ اگر قانون اندھا بن کر ان سب کو ایک نظر سے دیکھے تو رحمت کا ذریعہ بنے گا، لیکن اگر وہ مجرموں میں تفریق کرے تو انتشار کا موجب ہوگا۔ موجودہ حکمران اور پالیسی ساز کسی کی سنتے ہیں اور نہ سنیں گے، لیکن متنبہ کرنا اپنا فرض تھا، باقی ان کی مرضی۔"

(روزنامہ جنگ، کراچی، بروز منگل، ۱۴؍ربیع الاول ۱۴۳۶ھ، مطابق ۶؍جنوری ۲۰۱۵ء)

ہم ایک بار پھر حکومت پاکستان کو احساس دلاتے ہوئے عرض کرنا چاہتے ہیں کہ پاکستان بھر کے دینی مدارس کھلی کتاب کے مانند ہیں۔ مدارس کے دروازے ہر وقت ہر ایک کے لیے کھلے ہوئے ہیں اور حکومتی ایجنسیاں اور ادارے بارہا ان کا سروے کر چکے ہیں۔ سابق صدر، سابق وزیر اعظم، سابق وزیر داخلہ اور موجودہ وزیر داخلہ سب حضرات اپنے اپنے وقت میں یہ بیان دے چکے ہیں کہ مدارس کا دہشت گردی سے کوئی تعلق نہیں، مدارس پر تنقید بند کی جائے۔ لیکن اس کے باوجود ایسے قوانین لانا کہ مذہبی انتہاء پسندی کی آڑ میں مدارس اور دین و مذہب سے تعلق اور محبت رکھنے والے افراد ہی آئیں تو آپ ہی بتلایئے کہ یہ کہاں کا انصاف ہوگا اور کونسی انسانی عدالت اس کو انصاف تسلیم کرے گی۔ اس سے تو خدانخواستہ یہی ہوگا کہ تنگ آمد بجنگ آمد۔ پہلے ہی پاکستان مسائلستان بنا ہوا ہے اور اب مزید ان لوگوں کو بھی دشمن کی صف میں دھکیلنے کی کوشش کی جائے کہ جن کی حب الوطنی اظہر من الشمس ہے اور پاکستان کی سالمیت کے لیے ان کا جذبہ کسی شک وشبہ سے بالاتر ہے۔ یہ کونسی دانشمندی اور پاکستان کی خدمت ہوگی کہ جس کی عقل سلیم اجازت دے گی؟ پاکستان کو مشکلات سے نکالنے کا حل یہ ہے کہ پاکستان اپنی داخلی وخارجی پالیسی پر از سر نو نظر ثانی کرے اور اپنے فیصلے خود کرے۔ قانون شکنی کی زد میں جو بھی آتا ہو، بلا لحاظ مسلک و مذہب اور بلا استثناء سیاسی یا غیر سیاسی جماعت سب کو انصاف کے کٹہرے میں کھڑا کیا جائے اور جو بھی اس کی سزا مقرر ہو فی الفور وہ سزا اس پر لاگو کی جائے۔ ان شاء اللہ! اس سے جلد امن وامان بھی قائم ہوگا اور انصاف کے تقاضے بھی پورے ہوں گے۔

ہم مسلمان ہیں، ہماری صلاح وفلاح صرف اور صرف دین اسلام کے نفاذ اور اس پر عمل پیرا ہونے میں ہے، ہمیں حضور اکرم ﷺ کی تعلیمات اپنے سامنے رکھنی چاہئیں۔ ایک حدیث میں ہے:

"عن عائشةؓ أن قريشا أهمهم شأنُ المرأة المخزومية التي سرقت، فقالوا: من يكلم فيها رسولَ الله صلى الله عليه وسلم؟ فقالوا: ومن يجترئ عليه إلا أسامة بن زيدؓ حِبُّ رسولِ الله صلى الله عليه وسلم، فكلمه أسامة، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أتشفع في حد من حدود الله؟ ثم قام فاختطب، ثم قال: إنما أهلك الذين قبلكم أنهم كانوا إذا سرق فيهم الشريف تركوه وإذا سرق فيهم الضعيف أقاموا عليه الحد وأيم الله لو أن فاطمةؓ بنت محمد سرقت لقطعتُ يدَها۔" (متفق علیہ، بحوالہ مشکوٰۃ، ص:۳۱۴)

"حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ قریش کو ایک مخزومی عورت کے معاملہ میں فکر لاحق ہوئی، جس نے چوری کرلی تھی۔ وہ آپس میں کہنے لگے: اس عورت کے معاملہ میں رسول اللہ ﷺ سے کون بات چیت کرے گا؟ پھر کہنے لگے کہ یہ جرأت تو اسامہ بن زیدؓ ہی کرسکتے ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے لاڈلے ہیں۔ اسامہ بن زید ؓ نے رسول اللہ ﷺ سے بات کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم اللہ تعالیٰ کی حدود کے بارے میں سفارش کرتے ہو؟ پھر آپ ﷺ خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے اور فرمایا: تم سے پہلے لوگوں کو اس عمل نے ہلاک کیا کہ جب ان میں سے کوئی طاقتور آدمی چوری کرتا تو اُسے چھوڑ دیتے اور جب کوئی کمزور آدمی چوری کرتا تو اس پر حد جاری کرتے۔ اللہ کی قسم! اگر فاطمہ بنت محمد بھی چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔" فاعتبروا يا أولي الأبصار۔

وصلى الله تعالى على خير خلقه سيدنا محمد وعلى آله وصحبه أجمعين

بسنت اور پتنگ بازی

غیروں کی تہذیب کے مفاسد و نقصانات

مولانا مرغوب الرحمٰن سہارنپوری

ایک انسان جب خالق حقیقی کو اپنا معبود و مسجود مان لے گا تو پھر اس کی تمام ہدایات اور احکامات کو اپنے لئے حرز جان بنالے گا، اس کے اوامر کی تعمیل ہی اس کے لئے باعث نجات و فلاح ہوگی، اور اس معبود حقیقی کے منہیات سے اجتناب ہی میں اس کا تشخص و امتیاز ہوگا اور سعادت و کامرانی کی معراج ہوگی، اوامر و نواہی کی تعمیل اگر ایک موحد کی زندگی سے نکل جائے تو بغیر روح کے جسم کی مانند ایک لاشہ بے گور و کفن رہ جائے گا۔

آج کے دور میں کچھ ایسا ہی نظر آتا ہے، موسم بہار کی آمد تو نوید جانفزا لاتی ہے کہ سبزہ زاروں اور مرغزاروں کی شادابی و ہریالی، نت نئے شگوفوں اور کونپلوں کا وجود خالق اکبر جل مجدہ کی وحدانیت اور خالقیت کو اور آشکارا کرتی ہے، ایک موحد کے ایمان میں تازگی لاتی ہے لیکن خرافات اور اغیار کی تہذیب و معاشرت سے متاثر ہوکر خاص طور سے برصغیر کے مسلمان لایعنی افعال میں منہمک ہوجاتے ہیں اور اللہ و رسول کی ایذا رسانی کا باعث بنتے ہیں۔

اغیار کا ایک تہوار بسنت ہے جو خاص انہیں ایام میں منایا جاتا ہے، پتنگ بازی اس تہوار کی خصوصی علامت ہے، مسلمانوں کی ایک جماعت اس پتنگ بازی میں زور و شور کے ساتھ شرکت کرتی ہے۔ آیئے دیکھتے ہیں: اس کے پیچھے کیا ذہن کارفرما ہے؟ غیر مسلم سکھ مورخ ڈاکٹر بی، ایس، نجار (Dr. B.S. Nijjar) نے اپنی کتاب "پنجاب آخری مغل دور میں" (Punjab under the later Mughals) میں اس کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے "حقیقت رائے باکھل پوری، سیالکوٹ کے کھتری کا پندرہ سالہ لڑکا تھا جس کی شادی بٹالہ کے کشن سنگھ بشہ نامی سکھ کی لڑکی کے ساتھ ہوئی تھی، حقیقت رائے کو مسلمانوں کے اسکول میں داخل کیا گیا تھا، جہاں ایک مسلمان ٹیچر نے ہندو دیوتاؤں کے بارے میں کچھ توہین آمیز باتیں کیں، حقیقت رائے نے اس کے خلاف احتجاج کیا اور اس نے بھی انتقاماً پیغمبر اسلام اور سیدہ فاطمۃ الزہرا کی شان میں نازیبا الفاظ استعمال کئے، اس جرم پر حقیقت رائے کو گرفتار کرکے عدالتی کارروائی کے لئے لاہور بھیجا گیا، اس واقعہ سے پنجاب کی ساری غیر مسلم آبادی کو شدید دھچکا لگا، کچھ ہندو افسر زکریا خان، جو اس وقت گورنر لاہور تھا، کے پاس پہنچے تاکہ حقیقت رائے کو معاف کردیا جائے لیکن زکریا خان نے کوئی سفارش نہ سنی اور سزائے موت کے حکم پر نظر ثانی سے انکار کردیا۔ جس کے اجرا میں پہلے مجرم کو ایک ستون سے باندھ کر اسے کوڑوں کی سزا دی گئی، اس کے بعد اس کی گردن اڑادی گئی۔ یہ سال ۱۷۳۴ء کا واقعہ ہے، جس پر پنجاب کی تمام غیر مسلم آبادی نوحہ کناں رہی، لیکن خالصہ کمیونٹی نے آخرکار اس کا انتقام مسلمانوں سے لیا اور سکھوں نے ان تمام لوگوں کو جو اس واقعہ سے متعلق تھے، انتہائی بے دردی سے قتل کردیا۔" ڈاکٹر صاحب آگے چل کر ص:۲۷۹ پر تحریر کرتے ہیں کہ "پنجاب میں بسنت کا میلہ اسی حقیقت رائے کی یاد میں منایا جاتا ہے۔"

کیا ہمارے مسلمان بھائی ان حقائق و واقعات کے سامنے آنے کے بعد بھی گستاخ رسول اور گستاخ جگر گوشہ رسول کو خراج عقیدت پیش کرنے والوں کے شانہ بشانہ پتنگیں اڑا کر گناہ عظیم کے مرتکب ہوتے رہیں گے، ہماری بربادی و تباہی پہلے ہی کیا کم تھی، ہم نے غیر قوموں کی تہذیب و ثقافت اپنا کر دینی و دنیاوی ہلاکت کو اپنا مقدر بنالیا ہے، اب ہندو قوم تو بسنت پر پتنگ اڑانے کی بنیاد بھی بھول چکی مگر مسلمان بسنت منا کر اسلام کی رسوائی کا اہتمام کرتے رہتے ہیں۔

بسنت غیر مہذب، بے دین، بد دین، لامذہب قوم کا شیوا ہے، ہمیں کب زیب دیتا ہے کہ مردود و ملعون، بے ضمیر قوم کے طرز عمل کو اپنا مشغلہ بنائیں، ہمیں تو نعمت عظمیٰ "ہدایت نامہ انسانیت" عطا ہوا تاکہ ہدایت کے روشن چراغ سے دوسری قوم و ملل کے گھرانوں کو روشن کریں نہ کہ اپنے گھروں کی ایمانی شمع کو گل کرکے ظلمت کدۂ کفر بنالیں۔

ویسے بھی پتنگ بازی بہت سے مفاسد اور گناہوں کا ذریعہ ہے مثلاً فضول خرچی، دوسروں کو اذیت پہنچانا، جان و مال کا تلف اور ضائع کرنا، ضیاع وقت، آلۂ علم (کاغذ) کی بے حرمتی، شیطانی کام، ناگفتی باتوں کا استعمال، جماعت کا چھوٹنا اور بعض مرتبہ تو نماز بھی جاتی رہتی ہے۔

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ نے اصلاح الرسوم میں پتنگ بازی کی جو خرابیاں اور مفاسد بیان فرمائے ہیں وہ قدرے تغیر کے ساتھ پیش خدمت ہیں۔

❁ پتنگ کے پیچھے دوڑنا: پتنگ کے پیچھے دوڑنے والے کا وہی حکم ہے جو کبوتر کے پیچھے دوڑنے والے کا، جس کی مذمت کے لئے یہی کافی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے پیچھے دوڑنے والے کو شیطان قرار دیا ہے۔ (مسند احمد)

دوسروں کی پتنگ لوٹنا: ہر شخص اس خواہش میں رہتا ہے کہ پتنگ کٹنے کے بعد میں میرے ہاتھ میں پہلے آجائے حالانکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے، نہیں لوٹتا کوئی شخص اس طرح کہ لوگ اس کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھتے ہوں، اور وہ پھر بھی مومن رہے۔ (بخاری، مسلم)

دوسروں کی ڈور لوٹنا: اس میں پتنگ لوٹنے سے بھی زیادہ قباحت ہے کیونکہ پتنگ تو صرف ایک آدمی کے ہاتھ آتی ہے جب کہ ڈور متعدد کے، اور وہ سب لوگ گناہگار ہوتے ہیں، اور حدیث شریف کے مطابق اڑانے والے کو ان تمام لوگوں کے برابر گناہ ملے گا۔ (مسلم)

دوسروں کو نقصان پہنچانا: ہر پتنگ اڑانے والا اس تگ و دو اور کوشش میں رہتا ہے کہ دوسرے کی پتنگ کاٹ دوں، جس سے اس کا نقصان اور تکلیف ہوتی ہے شرعی رو سے یہ دونوں باتیں حرام ہیں۔ اس صورت میں دونوں گناہگار ہوں گے۔ (احزاب: ۵۸)

آپسی رنجش: جب کوئی کسی دوسرے کی پتنگ یا ڈور لوٹتا ہے تو آپس میں دشمنی اور بغض و عداوت پیدا ہوتی ہے اور شیطان یہی چاہتا ہے کہ آپس میں کڑواہٹ پیدا کردے، جس کی طرف قرآن مجید میں اشارہ موجود ہے۔ (مائدہ: ۹۱)

نماز اور یادِ الٰہی سے غفلت: جب آدمی پتنگ اڑاتا ہے تو نہ اس کو جماعت یاد رہتی ہے اور نہ نماز، ہر چیز سے بے پرواہ وہ تو ٹکٹکی باندھے آسمان پر پتنگوں کو دیکھتے رہتا ہے، اور یہی وہ بات ہے جو حق تعالیٰ شانہ نے قرآن کریم میں شراب اور جوئے کے حرام ہونے کی علت بیان کی ہے۔ (مائدہ: ۹۱)

بے پردگی: بالعموم پتنگ چھتوں پر اڑائی جاتی ہے، جس سے اڑوس پڑوس کی بے پردگی اور بے حجابی ہوتی ہے اور ان کو تکلیف ہوتی ہے یہ بھی حرام کام ہے۔ (نور: ۳۱-۳۰)

جانی نقصان: جیسا کہ اوپر بیان ہوا کہ اکثر پتنگ بازی چھتوں پر ہوتی ہے پتنگ باز پتنگ آسمان میں لگانے کی جستجو میں پیچھے کو بڑھتا رہتا ہے اور پیچھے کے حال سے بے خبر دھڑام سے نیچے جاگرتا ہے۔ اسی طرح پتنگ اور ڈور لوٹنے کے چکر میں سڑکوں گلیوں میں ایکسیڈنٹ ہونا مشاہدے کی بات ہے، جس کی خبریں اخبارات کی زینت بنتی رہتی ہیں اور ماں سے زیادہ مشفق مہربان پالنہار رب العالمین فرماتا ہے اپنی جانوں کو خود ہلاک نہ کرو۔ (نساء: ۲۹) مشفق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو بے منڈیر چھت پر سونے سے بھی منع فرمایا ہے، ممکن ہے وہ چھت سے نیچے گر جائے یا اچانک اٹھ کر چلنے سے نیچے گر پڑے۔

وقت کا ضائع کرنا: پتنگ اڑانے میں بے حساب وقت برباد ہوتا ہے اور لا حاصل ہوتا ہے حالانکہ قرآن حکیم اور احادیث شریفہ میں متعدد جگہ وقت کی قدر و قیمت پر متنبہ فرمایا ہے اور اس کی حفاظت کرنے کی تلقین کی ہے۔ (العصر: ۳-۱، شعب الایمان للبیہقی)

مشابہت غیر: پتنگ بازی میں غیر قوموں کی نقالی اور ان کے ساتھ مشابہت لازم آتی ہے، مخالفین کے رسم و رواج پر عمل پیرا ہونا ہے، جب کہ خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے تاکیدی اور وعیدی انداز میں اس کی قباحت و شناعت کو یوں بیان فرمایا ہے، جس شخص نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی وہ انہیں میں ہوگا۔ (ابوداود)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتیو! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لیواؤ! نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے متوالو! عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں تن، من دھن کی بازی لگانے کا دعویٰ کرنے والو! کل روز قیامت آقائے مدنی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا منہ دکھاؤ گے؟ شافع محشر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کیسے نصیب ہوگی؟ محسن انسانیت حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے کل حوض کوثر پر چہرۂ مبارک پھیر لیا تو کیا ہوگا؟

ان بہت سارے مفاسد اور نقصانات کے ہوتے ہوئے خالص غیروں کی تہذیب اپناتے ہوئے ہمیں ذرا بھی خیال نہیں آتا ہم خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی امت خیر الامم ہیں، قرآن کریم نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہمارا شیوہ بتایا ہے، ہمیں حالات و زمانے کی گمراہیاں اور خرابیاں ختم کرنا ہے اور عظیم الشان کارنامے انجام دینے ہیں، جو خوشنودی الٰہی کا سبب بنیں۔

انسانی تاریخ اس امر پر گواہ ہے کہ عظیم کارنامے ہمیشہ انہی لوگوں نے انجام دیئے ہیں جو حالات کی رو پر بہنے کی بجائے ان کے مقابلے کے لئے اٹھے ہیں، زندگی پر ان مٹ نقوش انہوں نے نہیں چھوڑے جو مرغ بادنما کی طرح ہوا کے رخ پر مڑتے اور دوسروں کی نقالی کرتے رہے بلکہ ان لوگوں نے چھوڑے جو ہوا کے رخ سے لڑے ہیں اور زندگی کے دھارے کو موڑ کر رکھ دیا، ایک مسلمان کے لئے اس سے بڑی ذلت اور کوئی نہیں ہو سکتی کہ وہ خدا کا نائب، سنت نبوی کا مدعی اور دینی روایات کا امین ہونے کے باوجود جدیدیت کو اپنے دین کے مطابق بدلنے کے بجائے اپنے ہی دین کو مسخ کرنا شروع کردے، یہ بزدل اور کم نظر لوگوں کا طریقہ ہے جنہیں ہوائیں خس و خاشاک کی طرح اڑائے پھرتی ہیں اور جن کی اپنی بنیاد نہیں کہ وہ اس پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہ سکیں۔ مسلمان کا یہ شیوہ ہے کہ:

زمانہ باتو نہ سازد   تو با زمانہ ستیز

موبائل فون کے ضروری احکام

قسط:۳

مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی مدظلہ

موبائل پر فلم دیکھنا:

س:......بذریعہ موبائل فلم دیکھنا کیا حکم رکھتا ہے؟

ج:......فلم دیکھنا بہرحال ناجائز اور حرام ہے، خواہ موبائل پر دیکھے یا کسی اور جگہ۔

(الانعام،فتاویٰ محمودیہ:۱/۱۲۶)

موبائل پر کرکٹ میچ دیکھنا:

س:......بذریعہ موبائل کرکٹ میچ دیکھنا کیسا ہے؟

ج:......بذریعہ موبائل وغیرہ کرکٹ میچ دیکھنا درست نہیں، اس میں تضییع وقت اور لغو کام ہے، بسا اوقات اس میں گناہ بھی شامل ہوجاتا ہے، کیونکہ میچ کے درمیان فحش تصاویر اور اشتہارات بھی دکھائے جاتے ہیں، جن سے نظر بچانا نہایت مشکل ہے۔

(شعب الایمان، حدیث:۴۹۸۷ مستفاد: امداد الفتاویٰ: ۴/۲۵۷،فتاویٰ رحیمیہ:۱/۳۲۶)

موبائل پر تصویر والے گیم ڈاؤن لوڈ کرنا:

س:......بعض وقت موبائل میں گیم ڈاؤن لوڈ کیا جاتا ہے اور ان گیموں میں جاندار کی تصویریں بھی ہوتی ہیں جیسے کرکٹ وغیرہ تو ان گیموں کو ڈاؤن لوڈ کرکے کھیلنا کیسا ہے؟

ج:......موبائل میں مطلق گیم کھیلنا ضیاعِ وقت ہے، بالخصوص اگر اس میں (حرام) تصویر بھی شامل ہو تو اس کی بُرائی اور بڑھ جاتی ہے، اس سے اجتناب لازم ہے۔(شعب الایمان للبیہقی،حدی:۴۹۸۷)

موبائل کے ذریعہ تصویر کشی:

س:......بذریعہ موبائل کسی جاندار کی تصویر لینا شرعاً کیسا ہے؟ اور مزید یہ کہ اس کو اپنے موبائل میں محفوظ کرنا کیا حکم رکھتا ہے؟ اور جاندار کی تصویر کو محفوظ کرکے حالتِ نماز میں اپنے پاس رکھنے سے اس کی نماز ہوجائے گی یا نہیں؟

ج:......موبائل کے ذریعہ تصویر کھینچنا اور محفوظ کرنا اکثر علماء کے نزدیک ناجائز ہے،لیکن چونکہ یہ تصاویر موبائل میں اس طرح محفوظ ہوتی ہیں کہ پروگرام کھولے بغیر وہ نظر نہیں آتیں اور اگر انہیں اسکرین پر ظاہر کیا جائے تو وہ بہت چھوٹی اور بسا اوقات غیر واضح ہوتی ہیں اور موبائل جیب وغیرہ میں ہونے کی وجہ سے ڈھکی رہتی ہیں، اس لئے ایسے موبائل کو رکھنے کے باوجود نماز درست ہوجائے گی۔

(شامی،زکریا:۹/۵۱۹،شامی،زکریا،شامی،زکریا:۹/۵۲۰)

تصویر والا موبائل سامنے رکھ کر نماز پڑھنا:

س:......زید اپنا موبائل سامنے رکھ کر نماز پڑھ رہا ہے، موبائل کا اسکرین سیور کوئی تصویر ہے، دورانِ نماز وہ اسکرین والی تصویر، موبائل پر آگئی، تو کیا اسے تصویر کے سامنے نماز پڑھنے کا حکم دیا جائے گا؟

ج:......موبائل کی اسکرین پر اگر ذی روح کی تصویر نمایاں ہے تو اس موبائل کو سامنے رکھ کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، مگر نماز درست ہوجائے گی۔

(شامی،زکریا:۲/۴۱۶)

موبائل میں نمبر کی جگہ تصویر فیڈ کرنا:

س:......موبائل میں اس طریقہ پر کسی شخص کی تصویر فیڈ کرنا کہ فون آنے سے بجائے نمبر کے اس شخص کی تصویر آئے، کیسا ہے؟؟

ج:......موبائل میں اس طرح (حرام) تصویر فیڈ کرنا کہ فون آنے سے بجائے نمبر کے وہ تصویر آئے، درست نہیں ہے۔(شامی،زکریا:۹/۵۱۹)

غلط کام یا حادثہ کو تصویری شکل میں محفوظ کرنا:

س:......اگر کوئی شخص غلط کام یا حادثہ کے وقت حالات کو تصویر اور ریکارڈنگ کے ساتھ محفوظ کرے تاکہ ضرورت کے وقت بطور دلیل کے اس کو پیش کرسکے تو کیا اس کے لئے اس کام کی تصویر کشی کرنا جائز ہے؟

ج:......مذکورہ مقصد کے لئے تصویر کشی کا مسئلہ علماء میں زیر بحث ہے، بعض محققین علماء نے اس طرح کے مقاصد کے لئے ویڈیوگرافی کے ذریعہ عکس بندی کی گنجائش دی ہے، جبکہ دوسرے علماء اس سے متفق نہیں ہیں اور وہ تصویر کشی کی ممانعت کی مطلق صورتوں میں اسے بھی شامل کرتے ہیں، اس لئے ایسی شکل میں موبائل وغیرہ سے تصویر کشی سے احتراز ہی کرنا چاہئے۔(شامی،زکریا:۲/۴۱۶)

کیمرے والا موبائل خریدنا:

س:......ایسے موبائل کا خریدنا جس میں کیمرہ ہو، کیا حکم رکھتا ہے؟ جبکہ بغیر کیمرہ والے موبائل سے بھی مقصودِ موبائل حاصل ہوسکتا ہے؟

ج:......کیمرے والے موبائل سے چونکہ ایسے مناظر کی تصویر کشی بھی کی جاسکتی ہے، جہاں کوئی جاندار نہ ہو، اس لئے کیمرے والے موبائل کو خریدنا مطلقاً ناجائز نہیں کہا جائے گا بلکہ اس کا ناجائز استعمال ہی ناجائز ہوگا، یعنی موبائل سے جاندار کی تصویر کھینچنا ہی منع ہوگا۔(الاشباہ والنظائر:۵۳ دارالعلوم دیوبند، امداد الفتاویٰ:۴/۲۴۹)

خواص کیلئے کیمرے والے موبائل کا استعمال:

س:......خواص مثلاً علماء، طلباء، اساتذہ،

مفتیان، ائمہ موذنین اور حفاظ کے لئے کیمرے والے موبائل کا رکھنا کیسا ہے؟

ج:...... اصل حکم تو یہی ہے کہ کیمرے والے فون سے گفتگو کرنا حرام نہیں ہے، بلکہ اس کا غلط استعمال ہی ناجائز ہے، لیکن علماء، ائمہ اور مقتدایانِ دین کے لئے تہمت سے بچنے کی غرض سے احتیاط اسی میں ہے کہ وہ کیمرے والے موبائل کے بجائے سادہ موبائل استعمال کریں۔(الاشباہ والنظائر:۵۳)

موبائل کے ذریعہ تصویری میسج بھیجنا:

س:...... کسی شخص کا دوسرے کو اس کی طلب پر یا اس کے طلب کئے بغیر ہی تصویر والے میسج کا بھیجنا کیسا ہے؟

ج:...... جانداروں کی تصویر والے میسج کا بھیجنا ناجائز ہے۔(شامی، زکریا:۹/۵۶۱)

مسافر کا مسجد کی بجلی سے موبائل ری چارج کرنا:

س:...... مسافر مثلاً کسی مدرسہ کا سفیر یا مبلغ وغیرہ اگر بضرورت مسجد میں ٹھہریں تو ان لوگوں کا مسجد کی بجلی سے اپنے موبائل کو چارج کرنا کیسا ہے؟

ج:...... مسجد کی بجلی سے موبائل کو چارج کرنے کے بعد کچھ رقم مسجد کے فنڈ میں جمع کردینی چاہئے، کیونکہ مسجد کی بجلی سے ایک زائد ذاتی ضرورت پوری کی گئی ہے، اس لئے اس کا معاوضہ مسجد میں جمع کرنا چاہئے۔(درالمختار مع الشامی:۹/۵۶۷)

محلہ والوں کا مسجد کی بجلی سے موبائل چارج کرنا:

س:...... مقیم شخص کا مسجد کی بجلی سے اپنے موبائل کو چارج کرنا کیسا ہے؟

ج:...... مقیم شخص کو مسجد کی بجلی سے اپنا موبائل چارج نہ کرنا چاہئے، اگر کرلے تو چونکہ عام طور پر انتظامیہ کی طرف سے دلالتاً اجازت ہوتی ہے، اس لئے گنجائش ہے تاہم اس کا معاوضہ مسجد میں جمع کردینا چاہئے۔(ہندیہ:۲/۴۵۹)

معتکف کا مسجد میں موبائل چارج کرنا:

س:...... معتکف کا مسجد کی بجلی سے اپنے موبائل کو چارج کرنا کیسا ہے؟

ج:...... معتکف شخص مسجد کی بجلی سے ضرورتاً موبائل چارج کرسکتا ہے، لیکن احتیاطاً اس کو بجلی کا عوض مسجد میں داخل کردینا چاہئے۔(ہندیہ:۲/۴۵۹)

ایئرپورٹ وغیرہ پر موبائل چارج کرنا:

س:...... اگر کوئی شخص کسی مسافر کو لینے کے لئے یا رخصت کرنے کے لئے ریلوے اسٹیشن یا ایئرپورٹ پر یا بس اڈے وغیرہ پر پہنچے، درآنحالیکہ اس کا ارادہ سفر کرنا نہیں ہے تو ایسے شخص کا ریلوے اسٹیشن یا ایئرپورٹ یا بس اڈے وغیرہ کی بجلی سے فائدہ اٹھا کر اپنے موبائل کو چارج کرنا کیسا ہے؟

ج:...... ریلوے اسٹیشن، ایئرپورٹ یا بس اڈے وغیرہ کی بجلی سے بقدر ضرورت موبائل چارج کرنے میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ یہاں جو لوگ بھی آتے ہیں، خواہ سفر کے ارادے سے آئیں یا مسافر کو رخصت کرنے یا ان کا استقبال کرنے کے ارادے سے آئیں، سب کے لئے انتظامیہ کی طرف سے دلالتاً وہاں کی بجلی سے (اس قسم کے) انتفاع کی اجازت ہوتی ہے۔(ہندیہ:۲/۴۵۹)

موبائل کی اسکرین پر اللہ اور رسول کا نام لکھنا:

س:...... کسی شخص کا اپنے موبائل کی اسکرین میں اللہ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو قرآن کی آیتوں کو یا کعبہ و مدینہ وغیرہ مقامات مقدسہ کی تصویر کو رکھنا شرعاً کیسا ہے؟ اور اس کو لے کر استنجاء و بیت الخلاء میں جانا یا پائجامہ کی جیب میں رکھنا کیسا ہے؟

ج:...... موبائل کی اسکرین پر اللہ اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا نام یا قرآنی آیات وغیرہ لکھنا فی نفسہ درست ہے، لیکن ان آیات وغیرہ کے ظاہر ہونے کی حالت میں اسے استنجاء میں لے جانا درست نہیں، ایسی جگہوں پر جانے سے پہلے موبائل کو بند کردینا چاہئے تاکہ ان مقدس کلمات کی بے ادبی نہ ہو، اسی طرح جس موبائل کی اسکرین پر اللہ اور پیغمبر علیہ السلام کا نام واضح ہو، اس کو پاجامہ یا پینٹ کی جیب میں رکھنا بھی بے ادبی ہے۔(شامی، زکریا:۹/۵۱۹) (جاری ہے)

قادیانی فتنہ ملک و اسلام دشمن قوتوں کی سازش کا نتیجہ ہے: علماء کرام

لاہور.... ناموس رسالت ایکٹ کے خلاف بولنے والے اغیار کے ایجنڈے پر عمل پیرا ہیں۔ تحفظ ناموس رسالت ایکٹ میں کسی بھی قسم کی ترمیم و تنسیخ برداشت نہیں کریں گے۔ دینی مدارس پر دہشت گردی کا الزام جھوٹا اور بے بنیاد ہے۔ مدارس نے ہمیشہ ملک کی نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کی ہے۔ ختم نبوت اسلام کی روح ہے۔ قادیانی فتنہ ملک و اسلام دشمن قوتوں کی سازش کا نتیجہ ہے۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم نشر و اشاعت مولانا عزیز الرحمن ثانی، مولانا عمر حیات، مولانا عبدالنعیم نے مختلف اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے تمام مسلمانوں پر زور دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے مختلف عنوانات پر روشنی ڈالتے ہوئے ختم نبوت کی اہمیت اور فضیلت اور قادیانیوں کے غلط عقائد کو بھی اپنے موضوع کا حصہ بنائیں۔ انہوں نے کہا کہ امت مسلمہ نے کسی بھی دور میں جھوٹے مدعی نبوت کو کامیاب نہیں ہونے دیا۔ مجاہدین ختم نبوت نے قادیانیوں کو ہر محاذ پر شکست سے دوچار کیا۔ ہم تحفظ ناموس رسالت قانون اور امتناع قادیانیت آرڈیننس کا تحفظ کرتے رہیں گے۔ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کسی قسم کی قربانی سے گریز نہیں کریں گے بلکہ اپنا تن، من، دھن سب کچھ تحفظ ناموس رسالت اور تحفظ ختم نبوت کے لئے قربان کردیں گے۔ انہوں نے کہا کہ قادیانیوں کی چالبازیوں اور ان کے مکر و فریب سے بچنا یہ تمام مسلمانوں کے لئے ضروری ہے۔ ناموس رسالت قانون اور امتناع قادیانیت آرڈیننس کے خلاف سازشیں کرنے والوں کا بھرپور انداز میں مقابلہ کیا جائے گا۔

۲۱ ویں آئینی ترمیم اور اس کے مضمرات!

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد صدیق مدظلہ، ملتان

تمام دینی جماعتوں کے سربراہوں کی خدمت میں عرض ہے کہ آپ کے سامنے اکیسویں ترمیم کا بل قومی اسمبلی نے پاس کیا ہے۔ اسمبلی میں بل پاس کرانے کا صحیح طریقہ یہ تھا کہ پاکستان کی وزارت قانون بل کی عبارت تجویز کر کے تمام پارلیمانی ممبران کو ارسال کرتی اور اس پر ہر ایک کو آزادانہ رائے دینے کا حق حاصل ہوتا، پھر اس قانون کا ایک مسودہ تیار کر کے رائے عامہ کے لئے نشر کیا جاتا، تاکہ قانون دان، جج، وکلا اور سیاست دان اور ملک کے دانشور حضرات اپنی اپنی ترجیحات تحریری طور پر پیش کرتے۔ اس کے بعد تمام ترجیحات کو مدِ نظر رکھ کر مسودہ دوبارہ ترتیب دیا جاتا اور اراکین پارلیمنٹ اور رائے عامہ کے لئے حسب سابق نشر کیا جاتا۔ جب تمام سیاسی حضرات اور دانشوران ملک و ملت کی ترجیحات مکمل ہو جاتیں تو پھر پارلیمنٹ میں بحث کے لئے پیش کیا جاتا اور مفادِ عامہ کے لئے بل پاس کیا جاتا، لیکن غور طلب بات یہ ہے کہ موجودہ حکومت نے اپنے دورِ حکومت میں دو بل پارلیمنٹ میں پیش کئے اور یہ دونوں بل اپنی افرادی اکثریت کی وجہ سے خاطر خواہ بحث کئے بغیر پاس بھی کروالئے گئے۔ اس بل پر جمعیت علماء اسلام (ف) کے سربراہ مولانا فضل الرحمن صاحب نے جو تحفظات پیش کئے ان کی پرواہ بھی نہیں کی گئی، صرف جماعت اسلامی اور جناب اعجاز الحق صاحب نے ان کے موقف کی تائید کی۔ اب معاملہ یہ ہے کہ یہ بل پاس ہو چکا ہے اور خطرے کی گھنٹی بج چکی ہے اور اگر اب بھی دینی جماعتوں نے اس کے مضمرات کی پرواہ نہ کی تو یہ ملک بھی بنگلہ دیش کی طرح سیکولر اسٹیٹ بن جائے گا اور اس کے بعد پانی سر سے گزر جائے گا۔

تمام مسلمانوں بالخصوص ختم نبوت والوں کو توجہ کرنی چاہئے کہ کل کو اسی طریقہ کار اور اکثریت کے بل بوتے پر اگر قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کا قانون ختم کر دیا گیا اور اس پر علماء کرام اور عام مسلمان جب احتجاج کریں گے تو اس قانون کے مطابق ان سب حضرات پر مذہبی دہشت گردی کے مقدمات قائم ہوں گے اور ملک میں زبردست قسم کی انارکی پھیلے گی۔

تمام مسلمان جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتے ہیں، ان کے لئے توہین ناموس رسالت ناقابل برداشت ہے۔ آپ نے پڑھا ہوگا کہ ابھی حال ہی میں فرانس میں توہین رسالت پر مبنی کارٹون متعدد بار شائع کرنے والے اخبار کے ذمہ داران پر حملہ کر کے محبان رسول نے جان کی بازی لگا دی۔

کل کو اسی اکثریت کے بل بوتے پر آئین سے ناموس رسالت کا قانون ختم کر دیا گیا تو محبان رسول کی آزمائش ہوگی، کیونکہ اس قانون کے ختم کرانے کے بعد غیر مسلم کثرت سے توہین کرنے لگیں گے اور اگر کسی نے محبت رسول میں توہین کرنے والے کو برداشت نہ کیا اور احتجاج کا راستہ بھی اپنایا تو اس پر دہشت گردی کا جرم لگ سکتا ہے۔ پچھلی حکومت میں جس طرح کوشش کی گئی اگر اسی طرح اس حکومت نے ملک عزیز اسلامی جمہوریہ پاکستان کے نام سے اسلامی کا لفظ ختم کرنے اور ملک کے سربراہ کے مسلمان ہونے کی شرط ختم کرنے کا بل اکثریت کی بنا پر منظور کر لیا اور اسی طرح آئین پاکستان سے ''کتاب وسنت'' کا لفظ ختم کر دیا تو مسلمانان پاکستان آزمائش میں آجائیں گے کہ احتجاج کرنے والوں کو حکومت کا جواب ہوگا کہ ملک سیکولر ہے، حکومت مذہب میں دخل نہیں دے سکتی، لہٰذا احتجاج بھی کام نہ آئے گا۔

خلاصہ یہ ہے کہ ہر وہ کام جو قرآن وسنت کے خلاف ہوگا، اس کے خلاف موثر احتجاج دہشت گردی شمار ہوگا۔ اس قانون کے پاس کروانے سے سیکولر حضرات کو مملکت خداداد پاکستان، جس کی اساس و بنیاد رکھی ہی اسلام پر گئی ہے، اس میں اپنی تمام تشنہ آرزوؤں کی تکمیل میں آسانی ہوگی اور ملک عملاً ایک سیکولر اسٹیٹ بن جائے گا۔ اس وقت تمام دینی جماعتیں اتحاد کر کے ملک کو سیکولر اسٹیٹ بننے سے بچائیں، صرف بیانات سے ملک سیکولر اسٹیٹ بننے سے نہیں بچ سکتا، لہٰذا اس وقت عملی اقدامات کی ضرورت ہے صرف زبانی جمع خرچ سے اس طوفان کو روکا نہیں جا سکتا بلکہ دین اسلام کی بقاء و سربلندی کے لئے اپنی تمام دوسری مصروفیات کو پس پشت ڈالتے ہوئے عملی اقدامات کریں۔

اللہ رب العزت آپ حضرات کو دین اسلام کی بقاء و سربلندی کے لئے عمل پیرا رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ (روزنامہ اسلام کراچی ۱۲؍ جنوری ۲۰۱۵ء)

بہترین شخص

ڈاکٹر سید حسنین احمد ندوی

معاشرہ میں بہترین شخص کا مصداق کسے قرار دیا جاسکتا ہے؟ اس سوال کا جواب ظاہر ہے ہر شخص اپنے شوق، نقطۂ نظر اور سوچ کے مطابق الگ الگ دے گا، اہل علم اور ارباب دانش کی نظر میں ہوسکتا ہے اس کا مستحق وہ ہو جس نے علم ودانش کی سنگلاخ وادیوں میں آبلہ پائی کی ہو اور معرفت وحکمت کی بلند وبالا چوٹی تک پہنچنے میں کامیاب ہوا ہو، جبکہ مادیت کے متوالوں اور اسباب ووسائل کے دیوانوں کی نگاہیں اس ٹائٹل کے حوالہ سے ان افراد پر مرکوز ہوجائیں گی جنہوں نے مال ودولت کی ریس میں بہتوں کو پیچھے چھوڑ دیا ہو، جن کا عشرت کدہ ان کے بہت سے جاننے والوں کے لئے رشک وحسد کا مرکز ہو اور بینک بیلنس نہ صرف عزیز واقارب بلکہ انکم ٹیکس والوں کے لئے بھی مرکز توجہ بنا ہوا ہو، اس کے برعکس شہرت وناموری کو سب کچھ سمجھنے والے یہ ٹائٹل اسے دینا پسند کریں گے جس کا ڈرائنگ روم تمغے اور انعامات سے بھرا ہوا ہو اور قریہ وشہر پرستاروں کی بھیڑ سے اٹا پڑا ہو، ہوسکتا ہے بعض لوگوں کا ذہن اس کے لئے ان سوشل ورکروں کی طرف جائے جو اپنے لئے نہیں بلکہ دوسروں کے لئے جیتے ہیں، ان سب آراء کا المیہ یہ ہے کہ یہ سب محدودیت کا شکار اور زندگی کی بس ایک خاص جہت کی آئینہ دار ہیں، اس لئے کہ ہوسکتا ہے ان حوالوں سے بہترین سمجھا جانے والا شخص زندگی کے وسیع تناظر میں بدترین شخص ثابت ہو۔

اس سوال کا شاندار اور جامع جواب وہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے دیا گیا، آپ کی نظر میں ''بہترین شخص'' کے ٹائٹل کا مستحق وہ ہے جس کا سلوک اپنی گھر والی کے ساتھ بہترین ہو:

''خیر کم خیر کم لاھلہ وانا خیر کم لاھلی۔'' (سنن الترمذی:۳۰۸۲)

بظاہر یہ بات کچھ عجیب سی لگتی ہے اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ شاید ازدواجی معاملات کو ضرورت سے زیادہ اہمیت دے دی گئی ہے، لیکن اگر سنجیدگی سے اس چیز کا جائزہ لیں تو اندازہ ہوگا کہ بہترین شخص کے انتخاب کے لئے گھر والی کے ساتھ سلوک سے بہتر کوئی معیار نہیں ہے، یہ اتنی جامع اور وسیع کسوٹی ہے جس پر کسی کو بھی پرکھنے کے بعد یہ فیصلہ کیا جاسکتا ہے کہ کیا واقعی وہ بہترین شخص ہے یا اس نے شرافت کا محض لیبل لگایا ہے، اس لئے کہ لوگ بظاہر جیسے نظر آتے ہیں ویسے ہوتے نہیں ہیں بلکہ ظاہر تو کبھی کبھی اتنا پُرفریب ہوتا ہے کہ اس سے اچھے خاصے جہاں دیدہ اور تجربہ کار لوگ بھی دھوکا کھا جاتے ہیں، چنانچہ بہت سے لوگ دین داری کا لبادہ اس مہارت کے ساتھ اوڑھتے اور تقویٰ وطہارت کی مصنوعی کریم سے اپنی صورت کو ایسی قدرے کشش اور چمکدار بنالیتے ہیں کہ لوگ ان کی شرافت ودین داری کی قسمیں کھانے میں بھی نہیں جھجکتے، لیکن اگر ان کی عائلی زندگی کا جائزہ لیا جائے تو پتا چلے گا کہ ظاہری شرافت ودین داری سب گھر سے باہر ہے، گھر کے اندر یہ شخص انتہائی بدتمیز، خود غرض اور شقی القلب ہے باہر شرافت ومروت کا دم بھرنے والا گھر میں انتہائی وحشی ہے اور ہر دن ظلم وبربریت کی ایک نئی داستان رقم کرتا رہتا ہے، اسے نہ اللہ ورسول کے احکام وتعلیمات کی پرواہ ہے اور نہ ہی اسوۂ رسول سے گھر کو منور کر کے اسے جنت کا ایک ٹکڑا بنانے کی فکر، جہاں اضطراب کے بجائے سکون کا ڈیرا ہو، نحوست کے بجائے سعادت کا بسیرا ہو، تنگی کے بجائے فراخی، نفرت کے بجائے محبت اور کراہت کی تیرگی کے بجائے انسیت کے دیپ جھلملاتے ہوں۔

اس طرح بیوی کے ساتھ سلوک ایک ایسا آئینہ ہے جس میں ہر شخص کی اصلی تصویر نظر آجاتی ہے، اس لئے کہ انسان کی یہ فطرت ہے کہ وہ اپنی بالادستی کے جوہر عموماً کمزوروں کے سامنے ہی دکھانا پسند کرتا ہے، صنف نازک سے تعلق رکھنے کی وجہ سے بیویاں عام طور پر کمزور وبے بس وبے کسی کا پیکر ہوتی ہیں، اپنے عزیز واقارب اور حامی وناصر سے دور بڑی حد تک شوہر اور اس کے گھر والوں کے رحم وکرم پر ہوتی ہیں، یہی وجہ ہے کہ ان کی تھوڑی سی کوتاہی شوہر کے آتش غضب کو بھڑکا دیتی ہے وہ ان کی معمولی سی غفلت سے چراغ پا ہوجاتا ہے، عام طور پر وہ بیوی کی مستقل حیثیت کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتا، اس خیال سے کہ اس کے ٹکڑوں اور چیتھڑوں پر پلنے والی ہستی کی حیثیت ہی کیا ہے، یہی وجہ ہے کہ وہ بیوی کے ساتھ توہین آمیز رویہ اپنانے میں کوئی حرج نہیں سمجھتا، نازیبا کلمات کا استعمال تو عام سی بات ہے بعض گھروں میں تو معاملہ گالی گلوچ اور مار پیٹ تک پہنچ جاتا ہے، اس معاملہ میں جاہل اور تعلیم یافتہ کے درمیان کوئی زیادہ فرق نہیں ہے، اس حمام میں سب ہی ننگے ہیں، بعض تعلیم یافتہ افراد اپنے اس طرح کے رویہ کو حق بجانب قرار دینے کے لئے بعض اقوال کا سہارا لینے سے بھی نہیں چوکتے، جیسے یہ کہ شوہر کی حیثیت مجازی خدا کی ہے، اسلام میں اگر اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو سجدہ جائز ہوتا تو بیویوں کو اپنے شوہر کو سجدہ کرنا پڑتا، وہ اس ہندو فلسفہ کے قائل ہوتے ہیں جو بیویوں کو داسی اور شوہروں کو سوامی قرار

دے کر بیویوں کے ساتھ کسی بھی سلوک کی اجازت دیتا ہے، جب بھی عورتوں کے حقوق کی بات اٹھتی ہے تو مسلمان یہ کہہ کر اس سے اپنا پیچھا چھڑا لیتے ہیں کہ اسلام نے اس طرح تمام حقوق آج سے پندرہ سو سال قبل عورتوں کو دے دیئے ہیں، اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اسلام نے عورتوں کو معاشرہ میں جو عزت واحترام اور جامع حقوق عطا کئے ہیں، مغرب اپنی طویل جدوجہد کے باوجود اس تک نہیں پہنچ سکا ہے، لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا اسلام کے عطا کردہ حقوق مسلم خواتین کو حاصل ہیں؟ اس کا جواب یقیناً نفی میں ہے، ہوسکتا ہے اس سلسلہ میں کچھ استثنات ہوں، لیکن عام طور پر مسلم خواتین کے حالات غیر مسلم خواتین سے اچھے نہیں ہیں، وہ بھی انہیں کی طرح گھریلو تشدد کا شکار ہیں، مظلومیت ان کا مقدر ہے، اس سے بعض خوش نصیب کو ہی نجات مل پاتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہترین شخص ہونے کے لئے جو معیار متعین فرمایا ہے، اس کی روشنی میں اگر حیات طیبہ کا جائزہ لیں تو اندازہ ہوگا کہ آپ کی ذات اس حوالہ سے بھی عالم انسانیت کے لئے مثالی نمونہ ہے، بس ضرورت اس بات کی ہے کہ مسلمان اسے اپنی زندگی میں اتاریں اور اس سے اپنی عائلی زندگی کو سنواریں۔

رشتۂ ازواج میں اللہ تعالیٰ نے مودت ورحمت کا تخم فطری طور پر ڈال دیا ہے، جو لوگ اس کی آبیاری و دیکھ بھال کرتے ہیں، وہ نہ صرف اس کے ثمرات سے لطف اندوز ہوتے ہیں بلکہ اس کی گھنی وٹھنڈی چھاؤں میں زندگی کے سفر کو آسان وسہانا بنالیتے ہیں، اس کے برعکس جو لوگ اس کی قدر نہیں کرتے، وہ اس کے فیضان وبرکات سے بہت حد تک محروم ہی رہتے ہیں، یہ رشتہ اپنی پائیداری اور برگ وبار کے لئے باہمی اعتماد، تعاون وہمدردی، ایثار وقربانی، عزت واحترام اور پیار و محبت کا محتاج ہوتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازدواجی زندگی پر اس کی گہری چھاپ تھی، آپ کا سلوک اپنی شریک حیات کے ساتھ ہمیشہ ہمدردانہ و مشفقانہ ہوا کرتا تھا، آپ ان کی دلجوئی واحترام میں بھی کوئی کمی نہیں کرتے تھے اور اس سلسلہ میں چھوٹی چھوٹی باتوں تک کا خیال رکھتے تھے، ایک سفر میں جب انجشہ نامی غلام نے اس اونٹ کو تیز چلانے کی کوشش کی جس پر بعض ازواج مطہرات سوار تھیں تو آپ نے انہیں آہستہ چلانے کا حکم دیا، اس خیال سے کہ کہیں وہ ڈر نہ جائیں یا انہیں کوئی تکلیف نہ ہو۔ (صحیح بخاری:۶۱۵۹)

حضرت صفیہؓ ایک سفر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھیں، انہوں نے اس بات پر رونا شروع کردیا کہ وہ جس اونٹنی پر سوار تھیں وہ بہت آہستہ چلتی تھی، آپ ان کے پاس گئے اپنے دست مبارک سے ان کے آنسو پونچھے اور دلاسہ دیا۔ (سنن النسائی:۹۰۷۲)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیویوں کی تعریف میں بھی کمی نہیں کرتے تھے بلکہ برملا اس کا اظہار کیا کرتے تھے، چنانچہ ایک مرتبہ فرمایا: ''خدیجہ سے مجھے شدید محبت ہے۔'' (صحیح مسلم:۶۲۳۱)

حضرت عائشہؓ کے بارے میں فرمایا: ''عائشہ! کی فضیلت دیگر عورتوں پر ایسی ہی ہے جیسے ثرید کی دیگر کھانوں پر۔'' (صحیح البخاری:۳۳۳۱)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم پلیٹ میں اس جگہ سے کھانا کھاتے تھے، جہاں سے عائشہ کھاتی تھیں۔ (صحیح مسلم:۳۶۶)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں کی دلجوئی کا اس حد تک خیال رکھتے تھے کہ جب ایک صحابی نے آپ کی پسندیدہ ڈش ''مرق'' بنایا اور آپ کو دعوت دی تو آپ نے اس دعوت کو قبول نہیں فرمایا اس لئے کہ اس نے آپ سے تنہا آنے کے لئے کہا تھا اور آپ کو یہ گوارا نہ تھا کہ شریک حیات کے بغیر دعوت میں جائیں، لہٰذا جب اس نے آپ کے ساتھ عائشہؓ کو بھی دعوت دی تو آپ نے دعوت قبول فرمائی اور تشریف لے گئے۔ (صحیح مسلم:۵۲۶۸)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ازواج مطہرات کا حد درجہ خیال رکھتے تھے، چنانچہ ایک مرتبہ عائشہؓ سے فرمایا: ''میں یہ جان جاتا ہوں کہ کب تم مجھ سے ناراض ہو اور کب خوش؟ انہوں نے دریافت کیا: وہ کیسے؟ آپ نے فرمایا: جب تم ناراض ہوتی ہو تو کہتی ہو رب ابراہیم کی قسم! اور جب خوش رہتی ہو تو کہتی ہو رب محمد کی قسم!'' (صحیح مسلم:۶۲۲۸)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ازواج کے ساتھ اس حد تک عزت واحترام کا معاملہ فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ حضرت صفیہؓ آپ کے اعتکاف کے دوران آپ سے مسجد نبوی میں ملنے آئیں تو جب وہ واپس جانے لگیں تو آپ احتراماً انہیں مسجد کے دروازہ تک چھوڑنے کے لئے تشریف لائے۔ (بخاری:۲۰۱۱)

(جاری ہے)

سو سال سے زائد بہترین خدمت
ESTD 1880
ABS
ABDULLAH
BROTHERS SONARA
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph:32546455, Cell:0301-2352363

وقت زندگی ہے!

عبدالغفار عزیز

مسافر تباہ حال بستی سے گزرا تو پکار اٹھا: اب بھلا اس اوندھے منہ پڑی، کھنڈر بستی کو کیسے دوبارہ زندہ کیا جاسکے گا؟ خالق نے کہا: خود ہی مشاہدہ کرلو، فوراً اسے اور اس کی سواری کو موت کی نیند سلا دیا گیا، پورے سو سال مردہ حالت میں گزر گئی، پھر خالق نے اپنی قدرت سے مردہ جسم میں دوبارہ روح پھونکی اور پوچھا: کیا خیال ہے، کتنا عرصہ گزر گیا؟ سو سال تک مردہ پڑے رہنے والے مسافر نے کہا: ایک دن یا دن کا کچھ حصہ۔ خالق نے بتایا: تم نے پورے سو سال گزار دیے۔ اب میری قدرت کا ایک منظر دیکھو، تمہارا گدھا بھی سو برسوں میں پیوند خاک ہو گیا ہے، لیکن تم اپنے ساتھ جو کھانا لے کر جا رہے تھے وہ جوں کا توں پڑا ہے، باسی تک نہیں ہونے دیا گیا اور اب دیکھو ہم تمہارے گدھے کو کیسے زندہ کرتے ہیں، دیکھتے ہی دیکھتے راکھ بنی، ہڈیوں کا ڈھانچہ کھڑا ہو گیا، پھر ان پر ماس اور چمڑا مڑھ دیا گیا، تازہ دم سواری پھر سے تیار تھی، مسافر پکار اٹھا: ”پروردگار! میں بخوبی جان گیا کہ تو ہر چیز پر قادر ہے۔“

سورۂ بقرہ میں تفصیل سے بیان کیے گئے اس واقعے سے کئی اسباق حاصل ہوتے ہیں لیکن ایک اہم حقیقت جو اس منظر کی طرح دیگر کئی قرآنی مناظر سے بھی واضح ہوتی ہے، یہ ہے کہ گزرا ہوا وقت جتنا بھی طویل کیوں نہ ہو، مختصر ہی محسوس ہوتا ہے، بندہ اس حقیقت کا مشاہدہ و اظہار آخرت میں بھی کرے گا اور قرآن کریم کے الفاظ میں یہی تکرار کرے گا:

”پروردگار! ہم تو دنیا میں ایک آدھ ہی دن گزار کر آئے ہیں۔“

ہم تو بس اتنی دیر دنیا میں رہے کہ ایک دوسرے سے تعارف حاصل کرسکے، بس چند ساعتیں ہی گزاری ہیں، بس صرف چاشت کی کچھ گھڑیاں گزریں، حالانکہ ان سب لوگوں نے معمول کی زندگی گزاری ہوگی اور ان میں سے ایک بڑی تعداد کی پیٹھ پر گناہوں کا خوفناک انبار لدا ہوگا۔

گزرا وقت مختصر لگنے اور گزرنے والا وقت تیز رفتار ہونے کا مشاہدہ انسان کو دنیا میں بھی ہر وقت ہوتا رہتا ہے، جتنی بھی عمر گزر جائے، آنکھیں بند کرکے دیکھیں تو کل کی بات لگتی ہے، ابتدائی بچپن کی یادیں بھولے بسرے مناظر، لگا ہے اچانک مجسم صورت میں سامنے آن کھڑے ہوتے ہیں، پھر وقت کا حساب کریں تو حیرت ہوتی ہے کہ اچھا! اتنا عرصہ گزر گیا۔

تازہ مثال دیکھ لیجیے، ابھی کل ہی ساری دنیا میں نئی صدی کے آغاز کا غلغلہ تھا، نئے ہزاریے، نئے ملینیئم اور اکیسویں صدی کے بارے میں مختلف تجزیے اور تبصرے کیے جا رہے تھے، طرح طرح کے دعوے، خدشے اور منصوبے سامنے آ رہے تھے، وقت کی ایک ہی کروٹ میں آج ہم اس صدی کے پہلے چودہ سال پورے کر چکے ہیں، یکم جنوری ۲۰۱۵ء میں موجود ہر شخص صدی کے چودہ برس مکمل کرچکا ہے، پل جھپکنے میں گزرنے والے اس عرصے کا مطلب ہے کہ ہم میں سے ہر شخص نے ہزاروں دن گزار لیے ہیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ اطلاع دے دی تھی کہ ایک وقت آئے گا کہ سال مہینے کی طرح گزر جائے گا، مہینہ ہفتے کی طرح، ہفتہ ایک دن، ایک ساعت کی طرح گزرتا دکھائی دے گا۔ (احمد، ترمذی)

تیزی سے گزرتا یہ وقت ہی انسان کی سب سے قیمتی متاع ہے، لیکن انسان اسی قیمتی متاع کے بارے میں ہی سب سے زیادہ غافل ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ارشاد کے مطابق، اللہ کی عطا کردہ دو نعمتیں ایسی ہیں کہ جن کے بارے میں اکثر لوگ دھوکے کا شکار ہیں: ”صحت اور وقت فرصت“ صحت کی نعمت بھی اسی وقت قیمتی لگتی ہے جب بندہ اس سے محروم ہونے لگے، ایک عرب محاورہ کے مطابق صحت، صحت مندوں کے سر پر ایک ایسا تاج ہے جو صرف بیماروں کو دکھائی دیتا ہے اور وقت کے بارے میں عرب شاعر کہتا ہے:

دقات قلب المرء قائلة له
ان الحياة دقائق وثوان

ترجمہ: ”دل کی دھڑکنیں بندہ کو ہر دم بتا رہی ہیں کہ زندگی تو فقط یہی منٹ اور سیکنڈ ہیں۔“

ہر طلوع ہونے والا دن مخلوق میں منادی کرتا ہے:

”یا ابن آدم انا خلق جديد وعلى عملك شهيد فتزود منی فانی اذا مضيت لا اعود الى يوم القيامة۔“

ترجمہ: ”اے ابن آدم! میں نئی تخلیق ہوں، میں تمہارے عمل پر گواہ بنایا گیا ہوں، تم مجھ سے جتنا استفادہ کرسکتے ہو کرلو، میں چلا جاؤں گا تو پھر قیامت تک واپس نہیں لوٹوں گا۔“

صرف یہی نہیں بلکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی بتا دیا کہ تیزی سے گزرنے والے ان

لمحات کے بارے میں ہر انسان جواب دہ ہوگا، روز محشر کسی شخص کو تب تک قدم نہیں ہٹانے دیئے جائیں گے، جب تک اس سے یہ نہ پوچھ لیا جائے کہ جو مہلت عمر تمہیں دی گئی تھی، وہ کہاں فنا کی؟ عرب شاعر پھر یاد دلاتا ہے:

یسر المرء ماذھب اللیالی
وکان ذھابھن لہ ذھابا

ترجمہ: "بندہ خوش ہوتا ہے کہ روز و شب گزر گئی، حالانکہ ان کا گزرنا خود بندے کا اپنی ہستی سے گزرتے چلے جانا ہے۔"

نئی صدی کے ۱۴ برس پلک جھپکتے مکمل ہوگئے، لیکن اگر سرسری سا جائزہ بھی لیں تو اس دوران عالمی، علاقائی اور ملکی سطح پر بہت بڑی بڑی تبدیلیاں رونما ہو چکی ہیں، نائن الیون کے بعد ایک نئی دنیا وجود میں آچکی ہے، اس نئی دنیا میں الفاظ کے معانی و اصطلاحات کے مفہوم اور روایات و اقدار سے لے کر، مختلف عالمی بلاک، ملکوں کے نقشے اور اپنے عہد میں سیاہ و سفید کے مالک بہت سے اصحاب اقتدار تک تبدیل ہو چکے ہیں، خود کو سپریم اور عالمی قوت سمجھنے والا امریکا، عراق اور افغانستان میں اپنا نشہ قوت ہرن کروا چکا ہے، یہ اور بات کہ خودفریبی اور جھوٹی انا اب بھی اسے اعتراف جرم وشکست سے روک رہی ہے۔

مختلف معاشی، سیاسی اور معاشرتی بحرانوں کی فہرست طویل ہے، لیکن تصویر کا دوسرا رخ بھی بہت اہم ہے، اسی عشرے میں مفلوک الحال، بے نوا فلسطینیوں نے مزاحمت، جدوجہد کے الفاظ کو نئے مطالب عطا کئے ہیں۔ غزہ میں محصور ۱۵ لاکھ فلسطینیوں نے حقوق انسانی کے جھوٹے دعویداروں کے مکروہ چہرے سے مکروفریب کا پردہ نوچ ڈالا ہے، بچوں، بوڑھوں اور خواتین نے بھی دنیا کو سکھا دیا ہے کہ زندگی کی تمام راہیں مسدود کر دی جائیں، تب بھی صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے سہارے کیسے جیا اور آگے بڑھا جاتا ہے۔

تصویر کے یہ دونوں رخ اور ان کے بہت سارے مزید پہلو بہت اہم ہیں، لیکن ہم اگر مجموعی طور پر دیکھیں تو ملک، قوم اور امت سب سنگین بحرانوں کی دہلیز پر کھڑے ہیں، سوچنے کی بات ہے کہ قوم، ملک اور امت آخر کیسے تشکیل پاتے ہیں؟ کیا افراد کے بغیر بھی کوئی قوم یا امت تشکیل پا سکتی ہے؟ تو پھر کیا اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہم سب کو ہمیشہ دوسروں کے سر ذمہ داری ڈالنے اور تباہی کا رونا رو کر بیٹھ جانے کے بجائے، فرداً فرداً میدان میں آنا ہوگا، فرد میں بھی ہوں اور آپ بھی ہیں، آپ کے اہل خانہ، دوست واحباب، اہل محلہ، اہل علاقہ، یہی سب افراد بالآخر قوم اور امت تشکیل کرتے ہیں، اگر ہم میں سے ہر فرد سوچے ہر فرد اس بات کا جائزہ لے کہ جتنی عمر گزر گئی اس میں ایک فرد کی حیثیت سے اس نے اصلاح ونجات کی خاطر کیا کیا؟ حالیہ چودہ برس ہی کو دیکھ لیجئے ہم ذرا دیکھیں کہ ان ہزاروں دنوں میں ہم میں سے ہر فرد نے کیا کارنامہ انجام دیا؟ اپنے اور اپنے اردگرد بسنے والے افراد کے دل میں کتنا احساس زیاں پیدا کیا؟ اسی سوال کے جواب میں ہماری بہت سی مصیبتوں کا علاج چھپا ہوا ہے۔

آیئے چودہ سال کے اس عرصہ کی اہمیت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان مبارک کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی معروف حدیث میں فرمایا:

"کلمتان خفیفتان علی اللسان، ثقیلتان فی المیزان، حبیبتان الی الرحمن، تملان مابین السماء والارض۔"

ترجمہ: "دو کلمے ایسے ہیں کہ ادا کرنے میں انتہائی آسان ومختصر، لیکن قیامت کے روز میزان میں انتہائی وزنی، رحمٰن کو انتہائی محبوب اور اپنے اجر وثواب سے زمین وآسمان کے مابین پوری فضا کو بھر دینے والے ہیں اور وہ دو کلمے ہیں: "سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم۔"

خود کو اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا محسوس کر کے سکون واطمینان کے ساتھ یہ تسبیح ادا کرنے میں زیادہ سے زیادہ چھ سیکنڈ لگتے ہیں، کیا ہم اندازہ کر سکتے ہیں کہ دس سال میں ہم رب ذوالجلال سے کیا اور کتنا کچھ حاصل کر سکتے تھے۔

اگر ہم میں سے ہر فرد یہ فیصلہ کر لے کہ اسے صرف اللہ تعالیٰ کا بندہ بن کر رہنا ہے، اسے سب کی بھلائی چاہنا ہے، سب کے لئے سراسر خیر ثابت ہونا ہے، ہر حرام سے بچنا ہے، رب ذوالجلال، اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کی کتاب قرآن مجید کی محبت کو دیگر تمام محبتوں پر غالب کر دینا ہے، اس کو اپنی تمام ذمہ داریاں تندہی اور جاں فشانی سے انجام دینا ہے، خود ہی اس راہ پر نہیں چلنا جہاں تک آواز پہنچتی ہے خیر کی اس آواز کو پہنچانا اور عام کرنا ہے، اپنی سب سے قیمتی متاع یعنی وقت کا ایک ایک لمحہ رب کی قربت کا مستحق بننے کی سعی کرنا ہے، اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر امتی یہ پختہ فیصلہ کر لے، پھر اللہ تعالیٰ سے استعانت طلب کرتے ہوئے اس پر عمل شروع کر دے تو یقیناً یقیناً آنے والا وقت ہمارا ہوگا اور آخرت کی سرخروئی اس سے بھی پہلے یقینی ہو جائے گی۔

☆☆.............☆☆

قاری محمد ابراہیم رحیمیؒ کا سفر آخرت!

مولانا اللہ وسایا مدظلہ

فیصل آباد جامعہ طیبہ کے بانی و مہتمم استاذ الاساتذہ قاری محمد ابراہیم رحیمی ۲۶ر دسمبر ۲۰۱۴ء کی شب ساڑھے دس بجے الائیڈ ہسپتال فیصل آباد میں آخرت کو روانہ ہوگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

جناب حاجی دوست محمد صاحب نلی ضلع کرنال کی راجپوت برادری سے تعلق رکھتے تھے۔ ۱۹۴۴ء میں اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک بیٹا عطا کیا جس کا انہوں نے محمد ابراہیم نام تجویز کیا۔ تقسیم کے بعد یہ خاندان قصبہ شاہ جمال ضلع مظفر گڑھ میں آگیا۔ محمد ابراہیم نے اس قصبہ میں حافظ مولانا عبدالرحمن سے حفظ کیا، شاہ جمال کے قریب ایک بستی شاہ عالم والہ ہے، وہاں مولانا حاجی غلام سرورؒ فاضل دیوبند رہتے تھے جو حضرت مدنیؒ کے شاگرد تھے۔ مولانا غلام سرورؒ نے اس نو عمر حافظ محمد ابراہیم اور ایک اور طالب علم جس نے حفظ مکمل کیا تھا۔ دونوں کو جامعہ خیر المدارس ملتان میں استاذ القرأ حضرت قاری رحیم بخشؒ کے ہاں گردان کے لئے داخل کروادیا۔ مولانا غلام سرورؒ اتنے سادہ تھے کہ ان دونوں طالب علموں کو جب داخلہ کے لئے ملتان لائے تو ڈیرہ اڈا سے چودہ نمبر چونگی تک پیدل لائے۔ دائیں بائیں دونوں طالب علموں کے ہاتھوں میں رسی باندھ کر چلے کہ کہیں رش میں گم نہ ہوجائیں۔ وہ ایسے خدا ترس تھے کہ چھٹیوں کے موقع پر ملتان سے لے جانے اور واپس ملتان پہنچانے کی خدمت اپنے سپرد کرلی۔ یوں حافظ محمد ابراہیم صاحب نے پہلے حضرت قاری رحیم بخشؒ کے ہاں گردان مکمل کی اور سبعہ عشرہ میں قرأت کا مکمل کورس پڑھا، اور حافظ سے قاری محمد ابراہیم ہوگئے۔

قاری محمد ابراہیم نے قراءت سے فارغ ہونے کے بعد جامعہ خیر المدارس میں درجہ کتب میں داخلہ لے لیا اور کریما سے لے کر بخاری شریف تک مکمل درس نظامی کا کورس جامعہ خیر المدارس میں مکمل کیا۔ ۱۹۶۷ء میں سند فراغ حاصل کی۔ آپ نے حدیث شریف حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ، مولانا مفتی محمد عبداللہؒ، مولانا فیض احمدؒ، مولانا محمد شریف کاشمیریؒ جیسے اساتذہ سے پڑھی۔ قاری محمد ابراہیم صاحب کی سعادت مندی ملاحظہ ہو کہ دوپہر کو کھانا، آرام، نماز کے لئے وقفہ کے دوران بھی اپنے استاد حضرت قاری رحیم بخشؒ کی خدمت میں حاضر ہوجاتے یوں قاری محمد ابراہیم نے اپنے استاد قاری رحیم بخش کے دل میں اپنے لئے مقام پیدا کیا۔ آپ کے خیر المدارس سے فارغ ہوتے ہی ۱۹۶۸ء میں حضرت قاری رحیم بخشؒ صاحب نے آپ کو فیصل آباد مدرسہ ام المدارس گلبرگ میں قرآن مجید پڑھانے کے لئے بھیج دیا۔ اس زمانہ میں ام المدارس کے مہتمم حضرت قاری عبدالحمیدؒ ہوتے تھے۔ فیصل آباد میں اس زمانہ میں ایک اور قاری عبدالرحمن تھے۔ جو قاری رحیم بخشؒ کے شاگرد تھے۔ فیصل آباد کے دینی حلقہ میں مشہور تھا کہ یہ دو پہلوان (قاری محمد ابراہیم، قاری عبدالرحمن) فیصل آباد میں خدمت قرآن کے لئے قاری رحیم بخش صاحبؒ نے بھیجے ہیں۔ ویسے دیانت داری کی بات یہ ہے کہ قاری رحیم بخشؒ پانی پتی کا ایک خاص ذوق تدریس تھا۔ لب ولہجہ، طرز ادا، منزل کی پختگی، پانی کی طرح پڑھنے میں روانی، حفظ وقرأت میں ایک امتیازی انداز وذوق رکھتے تھے۔ اپنے استاد محترم کے اس انداز وذوق کو فیصل آباد میں اگر سب سے پہلے کسی نے متعارف کرایا ہے تو وہ حضرت قاری محمد ابراہیمؒ تھے۔ فیصل آباد اس زمانے میں لائل پور تھا۔ قاری محمد ابراہیم نے کلاس کیا قائم کی چار سُو آپ کے پڑھانے کی ایک دھاک بیٹھ گئی۔ اب قریبی اضلاع اوکاڑہ، قصور، ساہیوال، شیخوپورہ، جھنگ اور سرگودھا تک طلباء ان کے ہاں جمع ہونا شروع ہوگئے۔ آپ کے شاگردوں کی جماعت ہی مدرس بن گئی تو قرب و جوار سے گردان کے طلباء آنے لگے۔ قاری عبدالحمیدؒ نے ام المدارس میں پرائمری کی کلاس جاری کررکھی تھی۔ حکومت نے پرائیویٹ تعلیمی ادارے قومی تحویل میں لئے تو مدرسہ ام المدارس کی یہ بلڈنگ بھی سرکاری قبضہ میں چلی گئی۔ اب قاری محمد ابراہیمؒ سے پڑھنے والے تمام طلباء مسجد کی گیلریوں میں قیام پذیر ہوتے اور مسجد ہی درس گاہ ہوتی۔ ان دنوں کا فقیر نے خود نظارہ کیا ہے کہ جامع مسجد ام المدارس کا وسیع وعریض صحن مختلف حفظ وقرأت کے حلقوں

ے انا ہوتا تھا۔سدا بہار قرآنی ماحول کا اب بھی تصور آتے ہی دماغ مہک اٹھتا ہے۔اس زمانہ میں قاری محمد ابراہیم کی کلاس کا معائنہ و امتحان کے بارے قاری رحیم بخشؒ اور ان کے استاد قاری فتح محمد پانی پتی ثم مدنی بھی فیصل آباد تشریف لائے۔اس زمانے میں مولانا عبدالشکور دین پوری، علامہ خالد محمود، قاری محمد اجمل خان، مولانا سید عبدالمجید ندیم شاہ، مولانا ضیاء القاسمی ایسے حضرات آسمان خطابت کے درخشندہ ستارے تھے۔ جامعہ ام المدارس کے سالانہ جلسے پر جمع ہوتے تھے تو ایک عجیب وغریب سماں قائم ہو جاتا۔اس پانی پتی انداز تعلیم کو فیصل آباد میں قاری محمد ابراہیم نے چار چاند لگا دیے، پھر ۱۹۷۳ء میں قاری محمد یاسین کو قاری رحیم بخشؒ نے فیصل آباد بھجوا دیا۔ایک ماہ کے قریب آپ نے ام المدارس کی درس گاہ کو قاری محمد ابراہیم کے ساتھ رونق بخشی، پھر قاری محمد یاسین کی یہ کلاس مسجد باغ والی میں بھی منتقل ہوئی،اب ام المعارس اور مسجد باغ والی کی کلاسیں نور علیٰ نور کا مصداق ہوگئیں۔ کچھ عرصہ بعد قاری رحیم بخشؒ کے صاحبزادے قاری اہل اللہ بھی فیصل آباد آگئے۔ اب تو پانی پتی انداز تعلیم سے فیصل آباد گلشن صد رونق ہوگیا۔قاری محمد یاسین نے جامعہ دار القرآن قائم کیا جو اب فیصل آباد کے دینی اداروں میں ممتاز ادارہ کی حیثیت رکھتا ہے، اور حضرت قاری محمد ابراہیم نے ام المدارس سے زرعی یونیورسٹی کی مغربی جانب گرین ویو کالونی میں جامعہ طیبہ قائم کیا۔حفظ و قرأت اور درس نظامی دونوں شعبوں میں کام پھیلا، تو حفظ، گردان قرأت کے تعلیمی نظام کو علیحدہ عمارت میں قائم کیا اور درس نظامی کا بھی علیحدہ کام شروع کیا۔آج تو مسجد، درس نظامی کا مدرسہ، حفظ و گردان قرأت کا مدرسہ بنات وبنین کے بھی علیحدہ علیحدہ شعبے قائم ہیں، جو فیصل آباد کے اداروں میں اپنی خاص پہچان رکھتے ہیں۔

قاری محمد ابراہیم فیصل آباد میں ہر تحریک میں صف اول میں رہے۔ فیصل آباد کے بے تاج بادشاہ مولانا تاج محمودؒ کے آپ دست راست شمار ہوتے تھے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے تحت ۱۹۸۲ء میں سالانہ آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس چنیوٹ سے چناب نگر منتقل ہوئی تو مہمانوں میں کھانا تقسیم کرنے کے عمل کو قاری محمد ابراہیم نے اپنے ذمہ لیا، آپ اپنے رفقاء اور طلبا کے ساتھ برابر برابر خود اپنے ہاتھوں یہ کام سرانجام دیتے۔ جبری نمازیں کانفرنس کے دوران آپ کے ذمہ ہوتیں، صحت کے زمانہ میں اپنے صاحبزادہ قاری محمد ابوبکر شاگرد رشید قاری محمد اشفاق کو تربیت دی ،تمام اساتذہ و طلبا کی پوری ٹیم کو دو دن سالانہ کانفرنس کے لئے بھی وقف کردیے، خود سردی اور گرمی، صحت و علالت کے باوجود ہر سال برابر ربع صدی اس نظام کی نگرانی کے لئے تشریف لاتے رہے، اب بھی آپ کے تربیت یافتہ متذکرہ حضرات اس نظم کو چلاتے ہیں، جو آپ کے لئے صدقہ جاریہ ہے۔ پڑھنے پڑھانے کے علاوہ آپ ذکر و فکر تصوف و طریقت کے بھی شناور تھے۔ مولانا مفتی جمیل احمد رائے ونڈ والوں سے چاروں سلسلوں میں آپ کو خلافت حاصل تھی قاری صاحب کا وجود طلبا کے لئے ابر رحمت تھا، غریب طلبا کی بہت ہی مدد فرماتے، آپ بہت ہی کھلے دل کے ساتھ مہمانوں کا خیال رکھتے تھے، دل کی طرح دسترخواں بھی بہت وسیع تھا طلبا جو فارغ ہوتے مختلف مدارس میں ان کی تقرری کراتے۔ایک وسیع نیٹ ورک کے تحت آپ کا فیض جاری ہے۔خوب صحت مند اور تنومند، بلند و بالا قد کاٹھ کے انسان تھے، پہلے شوگر نے ڈیرہ ڈالا پھر اس کے لوازمات نے گھیرا تنگ کیا، لیکن آخر وقت تک تمام تر علالت کے باوجود قرآن مجید کی خدمت کے صدقہ میں دل و دماغ کام کرتے رہے۔بار بار حج و عمرہ کیے، اپنے دادا استاد قاری فتح محمدؒ کے ساتھ بھی حرمین شریفین میں حاضری کی سعادت حاصل کی۔ بار با قاری فتح محمدؒ کو طواف کی حالت میں منزل سنانے کا شرف حاصل کیا۔خوب ہی مقدروں والے انسان تھے، آخری دنوں علالت نے زور کیا تو صاحبزادوں نے ہسپتال میں داخل کرادیا، وقت آخر آگیا قرآن سنتے سناتے درود شریف کا ورد کرتے آخرت کو چل دیئے۔۲۷ر دسمبر کو دو بجے جنازہ ہوا جو فیصل آباد کے بہت بڑے جنازوں میں سے ایک تھا۔عمر بھر فیصل آباد کے عوام کی خدمت کی اس دنیا سے گئے تو پورے ماحول کو سوگوار چھوڑا۔☆☆

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
دکان نمبر N-91 صرافہ بازار میٹھادر کراچی
فون: 32545573

قادیانیت

اسلام اور نبوت محمدیؐ کے خلاف ایک بغاوت

گزشتہ سے پیوستہ

مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ

اوپر کی سطروں میں ''اسٹیٹس مین'' کے جس مراسلہ کا ذکر کیا گیا ہے، اسی میں (علامہ اقبالؒ) لکھتے ہیں کہ:

''یہ عقیدہ کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں، تنہا یہی وہ عامل (Factor) ہے جو اسلام اور ان ادیان کے درمیان ایک مکمل سرحدی خط (Line of Demarcation) کھینچتا ہے جو توحید میں مسلمانوں کے ہم عقیدہ ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو بھی تسلیم کرتے ہیں، لیکن وحی و نبوت کا سلسلہ ختم ہونے کے قائل نہیں ہیں، جیسا کہ ہندوستان میں برہموسماج اور یہی وہ چیز ہے جسے دیکھ کر کسی گروہ پر داخل اسلام یا خارج اسلام ہونے کا حکم لگایا جاسکتا ہے، میں تاریخ میں کسی ایسے مسلمان گروہ کا نام نہیں جانتا جس نے اس خط کو پھاند جانے کی جرأت کی ہو، ایران کے فرقہ بہائیہ نے ضرور عقیدۂ ختم نبوت کا انکار کیا، لیکن انہوں نے صاف صاف یہ بھی اعلان کیا کہ وہ ایک الگ جماعت ہیں، جو عرف عام کے اعتبار سے مسلمان نہیں۔

بے شک ہمارا عقیدہ ہے کہ اسلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا ہوا ہے، لیکن اس کا قیام بحیثیت ایک سوسائٹی یا بحیثیت ایک اُمت سراسر حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شخصیت پر موقوف ہے، اس لئے قادیانیوں کے سامنے بس دوہی راستے ہیں یا تو وہ بہائیوں کی تقلید کریں اور خود کو مسلمانوں سے جدا کرلیں یا ختم نبوت کی انوکھی تفسیر سے دستبردار ہوجائیں، ورنہ ان کی یہ سیاسی ڈھب کی تاویلات ان کے دل کے اس چور کی غمازی کررہی ہیں کہ یہ لوگ صرف ان فوائد کے لالچ میں مسلمانوں کے دائرے میں گھسے رہنا چاہتے ہیں جو فوائد مسلمان کے نام سے وابستہ ہیں، کیونکہ اس کے بغیر ان فوائد اور منافع میں انہیں کوئی حصہ نہیں مل سکتا۔''

موصوف ایک دوسرے موقع پر لکھتے ہیں:

''ہر وہ گروہ جو معروف و مصطلح اسلام سے انحراف کرے اور اس کا دینی فکر و مزاج ایک نئی نبوت پر استوار ہو اور وہ ان تمام مسلمانوں کی صاف صاف تکفیر کرتا ہو جو اس نئی خانہ ساز نبوت کی تصدیق نہ کریں وہ گروہ اسلام کی سالمیت کے لئے بہت بڑا خطرہ ہے اور مسلمانوں کو اس پر سختی سے نظر رکھنی چاہئے۔ اسلامی معاشرہ کی وحدت صرف عقیدۂ ختم نبوت پر منحصر ہے۔''

یہ تھا اقبال جیسے روشن خیال فاضل کا رویہ قادیانیت کے بارے میں، لیکن وقت گزرتا رہا۔ قادیانی اپنے کام میں مشغول رہے، فتنے اٹھاتے، شکوک و شبہات کا روگ لگاتے رہے اور انگریزی سیاحت کی خدمت کرتے رہے، ان کا مرکز ضلع گورداس پور (پنجاب) کا ایک قصبہ قادیان تھا، انگریز کے سایۂ عاطفت میں وہ اپنا کام کررہے تھے، لیکن یہ بات کبھی ان کے خواب و خیال میں بھی نہ آتی تھی کہ کسی وقت کوئی بڑی سیاسی قوت بھی ان کے قبضہ میں آجائے گی اور کوئی ایسی بنی بنائی مملکت ہاتھ آجائے گی جس میں ان کو اقتدار اعلیٰ حاصل ہوگا، کیونکہ اولاً تو انہوں نے ملک کی سیاسی جدوجہد اور جنگ آزادی میں کوئی حصہ نہیں لیا تھا اور دوسرے یہ کہ ان کی تعداد بہت تھوڑی اور مسلمانوں کی غیر معمولی اکثریت سے دبی ہوئی تھی لیکن ۱۹۴۷ء میں یکا یک مملکتِ پاکستان کی داغ بیل پڑ گئی اور یہ چیز جس کا تصور بھی قادیانی اپنے حالات کے پیش نظر نہیں کرسکتے تھے، بغیر ایک قطرۂ خون گرائے ہوئے انہیں مل گئی۔ یعنی حکومت و اقتدار پر وہ اثر و نفوذ جوان کو پاکستان کی نوخیز مملکت میں حاصل ہوا۔

مرزا غلام احمد اور ان کے رفقاء نے تصریح کی ہے کہ جو مسلمان اس نئے دین پر ایمان نہیں رکھتے وہ کافر ہیں، ان کے پیچھے نماز جائز نہیں، ان کو لڑکی دینا جائز نہیں، الغرض ان کے ساتھ کفار کا سا معاملہ کرنا چاہئے، مرزا بشیر الدین محمود فرزند مرزا غلام احمد اپنی کتاب ''آئینہ صداقت'' میں لکھتے ہیں:

''کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے، خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا، وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔'' (ص:۳۵)

مرزا بشیر الدین ایک عدالت کے سامنے اپنے بیان میں کہتے ہیں:

''ہم چونکہ مرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں اور غیر احمدی آپ کو نبی نہیں مانتے، اس لئے قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق کہ کسی ایک نبی کا انکار بھی کفر ہے، غیر احمدی کافر ہیں۔''

(بیان مندرجہ اخبار ''الفضل'' ۲۶، ۲۹، جون ۱۹۲۲ء)

ایک تقریر میں اپنے اور مسلمانوں کے اختلافات کے سلسلہ میں مرزا صاحب کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ:

''اللہ تعالیٰ کی ذات اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم، قرآن، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ غرض ایک ایک چیز میں ہمیں ان سے اختلاف ہے۔''

اور حد یہ ہے کہ پاکستان کے قائد اعظم مسٹر محمد علی جناح کا انتقال ہوا تو اپنے عقیدہ کی بنا پر سر ظفر اللہ خان نے ان کی نماز جنازہ نہیں پڑھی۔

یہ تھے وہ اسباب جنہوں نے مسلم رہنماؤں کو گہرے فکر میں ڈبو دیا اور انہوں نے دیکھا کہ قصر اسلامی کو اندر ہی اندر ایک گھن لگ رہا ہے اور ہدایت ربانی:

''یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَۃً مِّنْ دُوْنِکُمْ لَا یَاْلُوْنَکُمْ خَبَالًا وَّدُّوْا مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاھِھِمْ وَمَا تُخْفِیْ صُدُوْرُھُمْ اَکْبَرُ''

(آل عمران:۱۱۸)

ترجمہ: ''اے ایمان والو! مت بناؤ بھیدی اپنے غیر میں سے، وہ کمی نہیں کرتے تمہاری خرابی میں، ان کو خوشی ہے تم جس قدر تکلیف پاؤ، نکل پڑتی ہے دشمنی ان کی زبان سے اور جو چھپا ہے ان کے جی میں سو اس سے بھی سوا ہے۔'' کے بالکل خلاف ہو رہا ہے، تب انہوں نے کہا کہ اس مشکل کا حل صرف یہ ہے کہ قادیانیوں کو مسلمانوں سے الگ کر دیا جائے، بعینہ وہی تجویز تھی جو سب سے پہلے ڈاکٹر محمد اقبال نے پیش کی تھی اور اپنے خطبات ومقالات میں بہت شدت وقوت کے ساتھ اسی کی دعوت دیتے رہے تھے، انہوں نے صراحت کے ساتھ کہا کہ:

''قادیانیت اسلام سے اس سے کہیں زیادہ مغائر ہے جتنے کہ سکھ ہندوؤں سے، لیکن انگریزی حکومت نے سکھوں کو غیر ہندو اقلیت قرار دیا، حالانکہ ان دونوں میں بہت سے معاشرتی مذہبی اور تہذیبی تعلقات قائم ہیں، وہ آپس میں شادی بیاہ تک کرتے ہیں، جبکہ قادیانیت مسلمانوں سے مناکحت، مصاہرت کو قادیانیوں کے لئے حرام ٹھہراتی ہے اور ان کے بانی نے مسلمانوں سے ہر قسم کے تعلقات کو یہ کہہ کر ناجائز قرار دیا ہے کہ مسلمانوں کی مثال خراب شدہ دودھ کی ہے، جبکہ ہم تازہ دودھ کی مانند ہیں۔''

افسوس کہ عالم اسلامی نے اب تک قادیانیت کے خطرے کو نہیں سمجھا ہے، عالم اسلامی اب تک اس حقیقت سے پورے طور پر آگاہ نہیں کہ قادیانیت محض ایک عقیدہ یا مذہبی فرقہ نہیں بلکہ مسلمانوں کے نظم ملی کو درہم برہم کرنے کی ایک سازش ہے۔ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے اسلام کے خلاف ایک خطرناک بغاوت ہے، قادیانیت چاہتی ہے کہ عقائد وافکار اور جذبات میں اسلام کی جگہ اسے مل جائے اور نبی آدم کی اطاعت ومحبت اور احترام وعقیدت سے جو حصہ وافر اسلام کو ملا ہے وہ اس کی طرف منتقل ہو جائے، قادیانیت صاف طور پر اعلان کرتی ہے کہ مرزا صاحب نہ صرف صحابہ کرام اور امت کے جلیل القدر اولیاء ومجددین وائمہ عظام سے بزرگ تر ہیں، بلکہ بہت سے اولوالعزم انبیاء ورسل (علیٰ نبینا وعلیہم السلام) سے افضل واقدس ہیں، قادیانیت کی نظر میں اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مرزا غلام احمد کے حواریوں اور اصحاب میں کوئی فرق نہیں ہے، مرزا صاحب کا مرتبہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر بلکہ شاید کچھ زیادہ ہے۔ ان کے خلفاء، خلفائے راشدین کے ہمسر ہیں، ان کا شہر قادیان شرف ومجد میں مکہ معظمہ اور مدینۃ الرسول کا ہم پلہ ہے اور قادیان کا حج مکہ مکرمہ کے حج سے کمتر نہیں ہے۔

مرزا بشیر الدین قادیانی خلیفہ دوم کی ''حقیقۃ النبوۃ'' دیکھئے! مرزا غلام احمد کے متعلق لکھتے ہیں:

''وہ بعض اولوالعزم نبیوں سے بھی آگے نکل گئے۔'' (ص:۲۵۷)

اخبار الفضل، ج:۱۴، مورخہ ۲۹ر اپریل ۱۹۲۷ء کی اشاعت میں لکھتا ہے کہ: ''دیگر انبیاء علیہم السلام میں سے بہت سوں سے آپ بڑے تھے، ممکن ہے سب سے بڑے ہوں۔'' یہی اخبار، ج:۵، مورخہ ۲۸ر مئی ۱۹۱۸ء کی اشاعت میں اصحاب نبی اور اصحاب مرزا کو برابر قرار دیتے ہوئے لکھتا ہے کہ:

''پس ان دونوں گروہوں میں تفریق کرنی یا ایک کو دوسرے سے مجموعی رنگ میں افضل قرار دینا ٹھیک نہیں، یہ دونوں فرقے درحقیقت ایک ہی جماعت ہیں، صرف زمانہ کا فرق ہے، وہ بعثت اولیٰ کے تربیت یافتہ ہیں، یہ بعثت ثانیہ کے۔'' اخبار الفضل، ج:۳، نمبر ۵۵ میں ہے کہ: ''مسیح موعود محمد است و عین محمد است'' اور ''انوار خلافت'' میں میاں محمود احمد خلیفہ قادیان لکھتے ہیں: ''اور میرا ایمان ہے کہ اس آیت ''اسمہ احمد'' کے مصداق حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی ہیں۔'' قادیانیت اسی پر بس نہیں کرتی بلکہ حضور سید الاولین وآخرین علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی افضلیت کا دعویٰ کرتی ہے۔ مرزا غلام احمد اپنے ''خطبہ الہامیہ'' میں کہتے ہیں:

''ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے پانچویں ہزار میں اجمالی صفات

کے ساتھ ظہور فرمایا اور وہ زمانہ اس روحانیت کی ترقیات کی انتہا نہ تھا بلکہ اس کے کمالات کے معراج کے لئے پہلا قدم تھا، پھر اس روحانیت نے چھٹے ہزار میں یعنی اس وقت پوری طرح سے تجلی فرمائی۔" (ص:۱۷۷)

اور مزید یہ بھی کہتے ہیں:

لہ خسف القمر المنیر وان لی
غسا القمران المشرقان اتنکر؟

ترجمہ: "ان کے (یعنی نبی کریم کے) لئے صرف چاند کے گرہن کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں (کے گرہن) کا اب کیا انکار کرے گا؟"

(اعجاز احمدی، ص:۷۱)

قادیانیت کی نظر میں مرزا صاحب کے مدفن کا بھی وہی مرتبہ ہے جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار مبارک کا۔ ملاحظہ فرمایئے، صیغۂ تربیت قادیان کی طرف سے قادیان جانے والوں کے لئے ہدایت کا اقتباس:

"اس اعتبار سے مدینہ منورہ کے گنبد خضرا کے انوار کا پورا پورا پرتو اس گنبد بیضا پر پڑ رہا ہے، آپ گویا ان برکات سے حصہ لے سکتے ہیں جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرقد منور سے مخصوص ہیں، کیا ہی بدقسمت ہے وہ شخص جو احمدیت کے حج اکبر میں اس تمتع سے محروم رہے۔" (الفضل، ج:۱۰، نمبر:۴۸، مورخہ ۱۸ دسمبر ۱۹۲۲ء)

علی ہذا قادیانی یہ بھی عقیدہ رکھتے ہیں کہ ان کا قادیان تین مقدس و متبرک مقامات میں سے ایک ہے، مرزا محمود احمد خلیفہ قادیان تحریر کرتے ہیں کہ:

"خدائے تعالیٰ نے ان تینوں مقامات (مکہ، مدینہ، قادیان) کو مقدس کیا اور تینوں مقامات کو اپنی تجلیات کے اظہار کے لئے چنا۔"

(الفضل، ۳ستمبر ۱۹۳۵ء)

پھر ایک قدم اور بڑھا کر قادیانیت بلد حرام اور مسجد اقصیٰ کے متعلق قرآنی آیت کو قادیان پر چسپاں کرتی ہے۔ مرزا غلام احمد کہتے ہیں کہ: "ومن دخلہ کان آمنا" ان کی مسجد کی صفت میں بیان فرمایا گیا ہے۔

(ملخص از حاشیہ در حاشیہ براہین احمدیہ، ص:۵۵۸)

"درثمین" ص:۵۲ پر ارشاد ہے:

زمین قادیان اب محترم ہے
ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

اخبار الفضل قادیان، ج:۲۰، مورخہ ۲۱ اگست ۱۹۳۲ء میں رقم طراز ہے: "سبحان الذی اسری بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ الذی بارکنا حولہ کی آیت کریمہ میں مسجد اقصیٰ سے مراد قادیان کی مسجد ہے۔"

اور جب یہ بات ہے کہ قادیان بلد اللہ الحرام کا ہم رتبہ بلکہ کچھ سوا ہے تو لامحالہ اس کا سفر بھی حج کے برابر یا کچھ فائق تر ہے، چنانچہ میاں محمود احمد خطبۂ جمعہ میں کہتے ہیں:

"اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ایک اور ظلی حج مقرر کیا تاکہ وہ قوم جس سے وہ اسلام کی ترقی کا کام لینا چاہتا ہے اور تاکہ وہ غریب یعنی ہندوستان کے مسلمان اس میں شامل ہوسکیں۔"

(الفضل، یکم دسمبر ۱۹۳۲ء)

اور قادیانی جماعت کے ایک اور "بزرگ" ایک قدم آگے بڑھا کر کہتے ہیں کہ:

"جیسے احمدیت کے بغیر پہلا یعنی حضرت مرزا صاحب کو چھوڑ کر جو اسلام باقی رہ جاتا ہے، وہ خشک اسلام ہے، اسی طرح اس حج ظلی کو چھوڑ کر مکہ والا حج بھی خشک رہ جاتا ہے، کیونکہ وہاں پر آج حج کے مقاصد پورے نہیں ہوتے۔"

(اخبار "پیغام صلح" لاہور، ج:۲۱، نمبر:۲۲)

ان باتوں سے اندازہ کیجئے کہ قادیانیت کس طرح ایک مستقل عالمی دین بننے کے لئے کوشاں اور امیدوار ہے جس کا خود اپنا ایک نبی ہو، صحابہ اور خلفا ہوں، مقامات مقدسہ ہوں، اپنی مستقل تاریخ اور شخصیات ہوں، اپنا مستقل ادب اور لٹریچر ہو اور تبعین کا رشتہ اسلام کے لافانی ورثہ سے، اس کو تاریخ اور شخصیات سے، اس کے اولین سرچشموں اور ماخذوں سے اس کے مقدسات اور روحانی مراکز منقطع کرکے کسی طرح ان میں سے ہر ایک کے عوض میں ایک نئی چیز اپنے تبعین کے لئے فراہم کرتی ہے، مگر ان چیزوں کا بدل کوئی چیز کہاں بن سکتی ہے؟ معاذ اللہ عن ذلک۔ اور اس طرح سے انسان نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و اطاعت کی سرشاری، آپ کے ذکر کی شیفتگی، آپ کی سیرت پاک کے مطالعہ اور آپ کے نقش قدم کے اتباع سے برگشتہ ہوکر نبی قادیانی کی محبت میں اور اس کی عظمت و عبقریت کے گن گانے میں، اس کی تاریخ کا مطالعہ کرنے میں اور اس کے نقش قدم پر چلنے میں مبتلا ہوجاتا ہے، وہ انسان اسلام کی تابناک تاریخ، ایمان و جوانمردی کی تاریخ، شرافت انسانی کی تاریخ چھوڑ کر ایک ایسی تاریخ پر فریفتہ ہوجاتا ہے جو سراسر ذلت و مسکنت کی تاریخ ہے، ظالم حکمرانوں اور جابر حکومتوں کی حاشیہ نشینی کی تاریخ ہے، جی حضوری اور چاپلوسی کی تاریخ ہے اور جاسوسی اور منافقت کی تاریخ ہے۔

وہ انسان ان اسلامی شخصیتوں سے منہ موڑ کر جو بجا طور پر سرمایۂ انسانیت اور آدمیت کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں، انسانیت کے ان سپوتوں سے منہ موڑ کر جو فضیلت کے پہاڑ اور تاریخ کے انمٹ نقوش ہیں، ان پست فطرت اور حباب آسا لوگوں کا گرویدہ

ہوجاتا ہے، جو غلاموں کی زبان کے سوا کوئی زبان نہیں جانتے اور جنہیں ضمیر فروشی کے علاوہ کوئی دوسرا فن نہیں آتا وہ انسان زندہ و پائندہ اسلامی علوم و معارف کو پس پشت ڈال کر ایک ایسے فرو مایہ اور رکیک لٹریچر کی طرف مائل ہوجاتا ہے جس میں رکاکت، فحش کلامی، کھلے ہوئے تناقض، سفید جھوٹ، لمبے چوڑے دعوؤں، مضحکہ خیز تاویلوں اور ایسی پیشگوئیوں کے طومار کے سوا جو سچی نہ ہوئیں، کچھ ہاتھ نہیں آتا اور وہ انسان اس مقدس شہر سے جہاں وحی نازل ہوئی ہے اور جہاں ملائک اترتے ہیں، جہاں مدرسۂ انسانیت ہے جو پناہ گاہ آدمیت ہے اور جس کے افق سے اس عالم کی صبح صادق نمودار ہوئی، اس شہر سے رشتۂ عقیدت توڑ کر اس شہر کو مرکز عقیدت بناتا ہے جو جاسوسی کا آشیانہ اور ملت اسلامی کے قتل عام کا گڑھ ہے یہ ہے ملت قادیانی جو ہر خیر کو ایک شر سے بدلتی ہے: بئس للظّٰلمین بدلاً۔

قادیانی مذہب عالم اسلامی کے جسم کا وہ مادۂ فاسد ہے جو اس کے شریانوں میں بے غیرتی اور بزدلی، مغربی سامراجیوں کے حضور جبہ سائی اور کاسہ لیسی اور ان ظالم حکمرانوں کے لئے تذلل اور نیاز مندی کا زہر پھیلاتا ہے، جنہوں نے اللہ کی زمین کو جور و فساد سے بھر دیا اور دنیا کے مسلمانوں کو اپنی غلامی کے شکنجے میں کس لیا ہے۔

یہ وحدت کلمہ کو پارہ پارہ کر کے دنیائے اسلام کو انتشار فکر میں مبتلا کرتی ہے۔ اسلام کے حقیقی سرچشموں، اس کے اصلی ماخذوں اور مستند بزرگوں پر اعتماد کو متزلزل کرتی ہے، امت کے شاندار ماضی، اس کے تابناک ایام اور جلیل القدر اشخاص سے امت کا رشتہ کاٹتی ہے اور نبوت کے نئے نئے دعویداروں اور ظلیلیوں کے لئے راہ ہموار کرتی ہے۔ وہ اسلام کی لازوال طاقت اور سدا بہار زندگی سے بدگمان کرتی ہے اور مسلمانوں کو ان کے مستقبل کی طرف سے مایوس کرتی ہے۔

قادیانیت مسلمانوں کا ذہن عالمی مسائل اور اس نظام عدل کی اقامت سے جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس امت کو پیدا فرمایا تھا، ہٹا کر لاطائل مسائل کی طرف لگاتی ہے اور اس عظیم امت کو اس یورپین قوم کی گاڑی کا قلی بنانے کی کوشش کرتی ہے، جس کے ایما سے یہ پیدا ہوئی اور جس کی حفاظت میں یہ پلی۔

افسوس قادیانیت نے مرزا غلام احمد کو نبوت کا تاج پہنا کر انسانیت کو اتنا ہی سرنگوں کر دیا جتنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت نے اسے بلند کیا تھا۔ قادیانیت نے پوری انسانیت کی تذلیل کی ہے، اس کی جبین شرافت پر داغ لگایا ہے، اس لئے اس کا وجود ایک ایسے گناہ کا وجود ہے جو کبھی معاف نہیں کیا جاسکتا اور ایک ایسے جرم کا وجود ہے، جس کو تاریخ بھلا نہیں سکتی۔

قادیانیت کا مسئلہ کسی ایک ملک یا حکومت کا مسئلہ نہیں ہے، یہ پوری دنیائے اسلام کا مسئلہ ہے، یہ عقیدۂ اسلامی کا سوال ہے، عزت رسول کا سوال ہے، شرف انسانیت کا سوال ہے اور اس کرۂ ارض میں ایک ذرۂ خیر نہیں، اگر یہ عقیدہ مٹ جاتا ہے، اگر اس عزت کو ہاتھ لگایا جاتا ہے اور اگر اس شرف کو داغدار کیا جاتا ہے۔

یہ چند ٹھوس حقائق ہیں، لیکن جو لوگ واقعات سے دور اوہام و خیالات ہی کی دنیا میں رہنا پسند کرتے ہیں اور حقیقتوں کے بارے میں بھی اپنے آپ کو دھوکا میں رکھنا چاہتے ہیں، ان لوگوں کے لئے جن کی نظر میں دین و عقیدہ کی خود کوئی قیمت نہیں اور جو آخرت پر دنیا کو ترجیح دیتے ہیں، ان کو مطمئن کرنے کے لئے میرے پاس کوئی زبان یا قلم نہیں۔

یا رب وہ نہ سمجھے ہیں نہ سمجھیں گے مری بات
دے اور دل ان کو جو نہ دے مجھ کو زباں اور

لدھیانہ: مجلس احرار کی کوششوں سے قادیانیوں کا سالانہ جلسہ ناکام

گورداس پور، لدھیانہ (پ ر) قادیانیوں کا سالانہ جلسہ اس مرتبہ بھی تحریک تحفظ ختم نبوت کی علمبردار جماعت مجلس احرار اسلام ہند کے متحرک ہونے کی وجہ سے ویرانی کے ساتھ اختتام پذیر ہوگیا۔ قادیان سے عینی شاہدوں کے مطابق پنجاب سمیت قرب و جوار کے صوبوں سے ہر سال قادیانی اپنی بسیں بھیج کر بھولے بھالے مسلمانوں کو جھوٹ بول کر کہ قادیان میں سیرت کا جلسہ ہے لے کر آتے تھے لیکن پنجاب کے شاہی امام مولانا حبیب الرحمٰن ثانی لدھیانوی کی جانب سے اس سلسلے میں ایسی زبردست تحریک چلائی گئی کہ قادیانیت کی قلعی کھل گئی۔ گزشتہ سال بھی قادیانیوں نے اپنی ناکامی چھپانے کے لئے دہاڑی دار مزدوروں کو کمبل تقسیم کرنے کے بہانے بلایا تھا اور اس مرتبہ جلسۂ قادیان میں بھارتی مسلمانوں کے نہ شامل ہونے کی پیشگی اطلاعات سے گھبرا کر قادیانیوں نے پاکستان سے چھ ہزار قادیانیوں کو بھارت بلایا۔ پاکستانی قادیانیوں کے گروپ ابھی بھارت آنے شروع ہی ہوئے تھے کہ ان میں دہشت گردوں کے شامل ہونے کے شبہ کو لے کر مجلس احرار اسلام نے پنجاب میں احتجاج شروع کر دیا، جس کی وجہ سے جلسہ کی ناکامی کے بعد اگلی صبح ہی مشتبہ پاکستانی قادیانی واپس فرار ہوگئے۔ مولانا محمد عثمان رحمانی لدھیانوی نے کہا کہ یہ قادیانی نہایت ہی مکار اور جھوٹ کے پلندے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جب احرار نے ابھی چند ثبوتوں کی بنا پر قادیانیوں کی دہشت گردی ثابت کی تھی تو قادیانی اگر سچے تھے تو آنا فانا کیوں واپس بھاگ گئے؟ مولانا محمد عثمان رحمانی لدھیانوی نے کہا کہ انگریز کے جھوٹے نبی مرزا قادیانی کی جماعت دراصل ختم ہوچکی ہے، اب تو اس میں وہ ایمان فروش لوگ موجود ہیں جن کی روزی روٹی ہی لندن سے چل رہی ہے۔ یہ جماعت نہیں بلکہ انگریز کی اسلام کے خلاف جاری جنگ کی ایک ناپاک چال ہے، جسے مسلمان کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ (روزنامہ اسلام کراچی، ۶ر جنوری ۲۰۱۵ء)

قادیانی کذب وافترا کا نیا ریکارڈ!

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

اللہ تعالیٰ پر افترا کرنے والوں کو قرآن حکیم میں سب سے بڑا ظالم قرار دیا گیا ہے:

"ومن اظلم ممن افتری علی اللّٰہ۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب کوئی جھوٹی بات منسوب کرنا بدترین جرم اور مسخ عقل و فطرت کی علامت ہے۔ ارشاد نبوی ہے:

"جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولا وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنائے۔"

مرزا غلام احمد "مسیح قادیان" تو اس وادیٔ ضلالت کی سرگردانی میں مدت العمر مصروف رہے مگر اس کذب و افترا کی ایک مثال مرزائی مولوی فاضل ابوالعطاء اللہ دتا جالندھری صاحب نے پیش کی ہے، سنئے:

"افترا علی اللہ:

"اسلام نے سورج اور چاند کے گرہن کا ذکر فرمایا ہے، قرآن پاک نے اسے مختلف پیرائیوں میں انقلاب عظیم اور قیامت کی نشانی بھی ٹھہرایا ہے۔" (الفضل ربوہ ۹ دسمبر ۱۹۷۰ء)

سورج یا چاند گرہن کا قیامت کی نشانی ہونا مرزائیوں کی "مسیحی انجیل" (البشریٰ، مسیح قادیان صاحب کی وحی و الہام کا مجموعہ ہے) میں کہیں لکھا ہو تو ہو مگر قرآن پاک میں کہیں اس کا نام و نشان نہیں، اسے قرآن کی جانب منسوب کرنا محض کذب اور افترا علی اللہ ہے۔

افترا علی الرسول:

اللہ دتا صاحب مزید لکھتے ہیں:

"رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ میری امت کی رہبری و رہنمائی کے لئے اللہ تعالیٰ مسیح موعود اور مہدی معہود کو مبعوث فرمائے گا، اس کی شناخت کے سلسلہ میں آپ نے ارشاد فرمایا: "ان لمهدينا آيتين لم تكونا منذ خلق السموات والارض... الخ (دارقطنی: ۱۸۸) کہ ہمارے مہدی کے لئے یہ دو نشان مقرر ہیں اور یہ نشان ہمارے ہی امام مہدی کے ظہور کے ساتھ مختص ہیں، اسی کے لئے بطور دلیل صداقت ظاہر ہوں گے اور یہ صورت ابتدائے دنیا سے امام مہدی کے وقت میں ہی پیدا ہوگی، یعنی یہ کہ (۱) امام مہدی ہونے کا دعویدار موجود ہو، (۲) رمضان کا مہینہ ہو، (۳) چاند کی تاریخہائے خسوف میں سے اسے پہلی تاریخ کو گرہن لگے، (۴) سورج کی تاریخہائے کسوف میں سے اسے درمیانی تاریخ کو گرہن لگے۔" (حوالہ بالا)

اس عبارت میں "مسیحی مولوی فاضل" نے دو وجہ سے افترا علی الرسول کیا ہے: اول یہ کہ موصوف نے دارقطنی کا حوالہ دیا ہے اور اس میں یہ قول امام باقر کی جانب منسوب کیا گیا ہے اور محدثین کی تصریح کے مطابق یہ نسبت بھی محض غلط اور بازاری گپ ہے جو عمرو بن شمر اور جابر جعفی ایسے کذابوں نے حضرت امام باقر کے سر دھری تھی مگر ان "بزرگوں" کو بھی یہ جرأت نہ ہوئی کہ اس وضعی اور من گھڑت افسانے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدس سے منسوب کر ڈالیں مگر شاباش! اور صد آفرین! کہ مسیح قادیان کے مسیحی مولوی فاضل اللہ دتا جالندھری نے اس افترائی روایت کو ارشاد نبوی قرار دے کر کذب وافترا کا نیا ریکارڈ قائم کر دیا:

"ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند"

دوم یہ کہ موصوف نے اس موضوع روایت کے اصل الفاظ ذکر نہیں کئے، نہ ان کا ترجمہ کیا، بلکہ اس جھوٹی روایت کی خودساختہ تشریح اور من مانا مفہوم گھڑ کر اس کو فرمودۂ رسول بتادیا، یہ کذب در کذب (ڈبل جھوٹ) بھی مسیح قادیان کی "مسیحی امت" کا ہی کارنامہ ہوسکتا ہے۔ ابوالعطا جالندھری صاحب مولوی فاضل ہیں، پیر کہن سالہ ہیں، انہیں خوب علم ہے کہ یہ روایت سراپا کذب ہے، مگر ان کی مشکل یہ ہے کہ مہدی علیہ الرضوان کے حق میں جس قدر صحیح حدیثیں کتب صحاح میں موجود ہیں ان میں سے ایک بھی تو ان کے خانہ ساز مہدی پر چسپاں نہیں ہوتی، اس لئے انہوں نے اپنے مہدی (مرزا غلام احمد قادیانی) کی تقلید میں من گھڑت روایتوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب کرنے کا راستہ اختیار کرلیا۔ حالانکہ عقل کا تقاضا یہ تھا کہ وہ اس گرداب سے نکلنے کی ہمت کرتے لیکن: "ومن لم يجعل الله له نوراً فما له من نور۔"

تاریخی جھوٹ:

ابوالعطا صاحب مزید لکھتے ہیں:

"یہ (مذکورہ بالا) چاروں امور دنیا کی

تاریخ صرف ایک ہی دفعہ سیدنا حضرت میرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے دعویٰ مہدویت کے وقت ۱۳۱۱ھ میں جمع ہوئے، نہ اس سے پہلے ایسا واقعہ ہوا، نہ آئندہ کبھی یہ چاروں امور اکٹھے ہوں گے۔" (حوالہ بالا)

مسیحی مولوی فاضل کا یہ دعویٰ کہ کسوف وخسوف کا رمضان میں اجتماع صرف ۱۳۱۱ھ میں ہوا، خالص تاریخی جھوٹ ہے، کیونکہ گزشتہ تیرہ صدیوں میں (۱۸ھ سے ۱۳۱۲ھ تک) ساٹھ مرتبہ رمضان المبارک میں اجتماع کسوفین ہوا۔ ایران میں مرزا علی محمد باب نے ۱۲۶۰ھ میں مہدویت کا دعویٰ کیا تھا، اس کے ساتویں سال رمضان ۱۲۶۷ھ مطابق جولائی ۱۸۵۱ء میں ۱۳ اور ۲۸ رمضان کو خسوف وکسوف کا اجتماع ہوا۔ (دیکھئے رئیس قادیان، ج:۲، ص:۱۹۹ مولفہ مولانا ابوالقاسم رفیق دلاوری)

اسی طرح "مسیحی مولوی فاضل" صاحب کا یہ دعویٰ بھی تاریخی طور پر لغو ہے کہ: "۱۳۱۱ھ کا اجتماع خسوف وکسوف صرف ان کے "مسیح قادیان" کے لئے نشان کذب تھا کیونکہ ٹھیک اسی زمانہ میں محمد احمد مہدی سوڈانی مسند مہدویت پر جلوہ افروز تھا۔ اگر اس بے سروپا گپ سے مسیح قادیان کی مہدویت کا ثبوت نکلتا ہے تو مرزائی امت کو مہدیٔ سوڈان کی "بعثت" پر بھی ایمان لانا چاہئے۔

ہمیں قادیانی امت کی اس دیدہ دلیری اور جرأت بے جا پر افسوس ضرور ہے مگر اس پر ذرا بھی تعجب نہیں کہ وہ خدا و رسول پر دروغ بافی اور افتراء پردازی کیوں کرتے ہیں اور تاریخ کے انمٹ حقائق سے آنکھیں بند کرکے واقعات کو کیوں مسخ کرتے ہیں، ہمیں معلوم ہے کہ اہل باطل زنادقہ کا دامن دلیل و برہان کے جوہر سے ہمیشہ خالی رہا ہے، ان کے صغریٰ و کبریٰ کی کل کائنات ادھر ادھر کے زٹلیات، بے سروپا افسانے اور من گھڑت روایات کا پلندا رہا ہے، ان کے دعاوی باطلہ کا کھوٹا سکہ مسخ حقائق کی اندھیر نگری میں ہی چل سکتا ہے۔ زنادقہ کی یہی تکنیک مرزا غلام احمد "مسیح قادیان" نے اختیار کی اور کانٹوں کے اسی جنگل میں ایک صدی سے ان کی "مسیحی امت" بھٹک رہی ہے۔ کذالک یضل اللّٰہ الظالمین ویفعل اللّٰہ مایشاء۔

گدی، سازش اور ڈھونگ:

قارئین کو علم ہے کہ مسیح قادیان کی "مسیحی امت" کے دو بڑے فرقے ہیں: (۱) لاہوری، (۲) قادیانی ثم ربوی، ہمیں فرقۂ ربویہ سے زیادہ لاہوری فرقہ پر رحم آتا ہے۔ مرزا صاحب کی مسیحی نبوت کے تمام فوائد (از قسم گدی نشینی وغیرہ) تو فرقہ ربویہ نے سمیٹ لئے، مگر مسیح صاحب کے دامن مسیحیت سے وابستہ ہونے کے سبب لاہوری فرقہ بھی ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کے آئینی فیصلہ کی رو سے خارج از اسلام قرار دیا گیا۔ لاہوری فرقہ کا آرگن ہفت روزہ "پیغام صلح" متواتر صدائے احتجاج بلند کررہا ہے کہ ہم تو حضرت مسیح قادیان کو چودھویں صدی کا مجدد ہی مانتے ہیں، ہمیں آئینی فیصلے کی زد میں کیوں لایا گیا، اس سلسلہ میں "پیغام صلح" کے ایک مضمون کا اقتباس ملاحظہ فرمایئے:

"مولانا نورالدین صاحب خلیفہ جماعت احمدیہ کے بعد حضرت مرزا صاحب (مسیح قادیان) کے لڑکے مرزا بشیرالدین محمود نے جو کہ اپنی "انصاراللہ" پارٹی کی سازش اور کوششوں سے خلیفہ ثانی بنا اور جس نے اپنی گدی اور خلافت کو مضبوط کرنے کے لئے یہ عقیدہ تراشا کہ جو کوئی مسلمان خدا کے مامور (مرزا غلام احمد) کو نہ مانے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ (مرزا غلام احمد صاحب کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ ان کو نہ ماننے والے کافر، جہنمی اور مردہ ہیں ان کے ساتھ نماز پڑھنا مرزائیوں کے لئے حرام اور قطعی حرام ہے، ورنہ ان کے عمل حبط ہوجائیں گے، (حوالہ کے لئے دیکھئے: حقیقت الوحی، ص:۱۶۹، انجام آتھم، ص:۶۲ طبع دوم، اربعین، نمبر۳، ص:۳۴)

"مرزا محمود احمد صاحب جماعت قادیان کے خلیفہ اور مطاع الکل بنے رہے اور ۱۹۴۷ء میں پاکستان بننے پر قادیان سے ہجرت کرکے پاکستان آگئے اور ربوہ شہر کی بنیاد رکھی، احمدیہ لاہوری جماعت کا ربوہ والوں سے کوئی اشتراک عمل وعقائد نہ تھا اور نہ اب ہے۔"

"یہ بات کہ مرزا محمود احمد نے صرف اپنی خلافت اور خاندانی گدی قائم کرنے کے لئے یہ ڈھونگ رچایا تھا، اس امر سے ثابت ہے کہ ۱۹۵۳ء کے منیر انکوائری کمیشن کے سامنے مرزا محمود احمد صاحب نے حضرت مرزا غلام احمد کو صرف اسی قسم کا نبی قرار دیا جس کے انکار سے کوئی مسلمان دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوجاتا۔" (خط کشیدہ الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کے نبی ہونے پر تو دونوں پارٹیوں کا اتفاق ہے، صرف "نبوت کی کوالٹی" میں اختلاف ہے کہ وہ اعلیٰ کوالٹی کے نبی تھے یا گھٹیا کوالٹی کے)۔" (ہفت روزہ پیغام صلح لاہور، ۴؍ستمبر ۱۹۷۴ء، ص:۸،۹ ملخصاً)

ہم "پیغام صلح" کی ان تصریحات پر تبصرہ کا حق محفوظ رکھتے ہوئے اس بات کا انتظار کریں کہ قصر خلافت ربوہ کا عملہ اس گدی، سازش اور ڈھونگ پر کوئی تبصرہ کرتا ہے یا بقول مرزا غلام احمد صاحب: "صمٌّ، بکمٌ، عمیٌ" رہنے کو تقاضائے مصلحت سمجھتا ہے۔ البتہ لاہوری فرقہ کی خدمت میں یہ گزارش بے جا نہ ہوگی کہ سوال ربوہ والوں سے اشتراک عمل وعقائد کا نہیں بلکہ مرزا غلام احمد صاحب سے اشتراک عمل و عقائد کا سوال ہے۔ اگر آپ مرزا غلام احمد صاحب کے ملحدانہ دعاوی اور عقائد ونظریات پر دو حرف بھیج کر اظہار

نفرین کرنے کے لئے آمادہ ہوں تو بسم اللہ! تشریف لایئے۔ اسلام کے دروازے آپ کے لئے بند نہیں۔ دیکھنا صرف یہ ہے کہ آپ کا تعلق محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے یا نام نہاد ''بروز محمد'' (غلام احمد) سے؟؟

موت اور انجام:

''پیغام صلح'' نے ۱۱ر دسمبر ۱۹۷۴ء کی اشاعت میں صفحہ اول پر یہ استفہامیہ عنوان قائم کیا ہے: ''ہمارا انجام کیا ہوگا؟'' اور اس کے ذیل میں ''مسیح قادیان'' کا ایک طویل انتلائی ارشاد نقل کیا ہے۔ اس کا حسب ذیل اقتباس قادیانی امت کے لئے دعوت فکر ہے:

''اور جو شخص کہے کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوں اور اس کے الہام اور کلام سے مشرف ہوں، حالانکہ نہ وہ خدا کی طرف سے ہے، نہ اس کے الہام وکلام سے مشرف ہے وہ بہت ہی بُری موت مرتا ہے اور اس کا انجام نہایت ہی بد اور قابل عبرت ہوتا ہے۔''

بہت خوب! آیئے اسی معیار پر ''قادیانی مسیح'' کو جانچیں۔ جہاں تک مرزا صاحب اور ان کی امت کے ''نہایت ہی بد اور قابل عبرت انجام'' کا تعلق ہے، اس کی شہادت کے لئے تو ایک صدی کی تاریخ کافی ہے اور ۷ر ستمبر ۱۹۷۴ء کے فیصلہ کے بعد تو اس پر مزید بحث کرنا بھی عبث معلوم ہوتا ہے۔ ہاں! ''نہایت ہی بد اور قابل عبرت انجام'' کی کوئی اس سے بھی بڑی ڈگری مرزا صاحب کی ''مسیحی امت'' کو مطلوب ہے تو اس کی تعیین فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے خزانے بڑے ہی وسیع ہیں، اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے انہیں وہ بڑی ڈگری بھی عطا فرمادے گا۔ وما ذلک علی اللہ بعزیز۔

جہاں تک ''بہت ہی بُری موت'' کا سوال ہے تو وہ بھی مرزا صاحب کو اللہ تعالیٰ نے منہ مانگی عطا فرمائی۔ ''مولوی ثناء اللہ سے آخری فیصلہ'' میں اللہ تعالیٰ نے مرزا صاحب سے لکھوایا تھا:

''پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے جیسے طاعون، ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ (مولوی ثناء اللہ صاحب) پر میری (مرزا کی) زندگی میں ہی وارد نہ ہوئیں تو میں خدا کی طرف سے نہیں۔''

پھر اللہ تعالیٰ نے مولانا ثناء اللہ صاحبؒ کو مرزا صاحب سے چالیس سال بعد تک زندہ سلامت رکھا، اور جناب مرزا صاحب ۲۶ر مئی ۱۹۰۸ء کو بمرض وبائی ہیضہ چند گھنٹوں میں کوچ کر گئے۔ گویا مرزا صاحب کی موت نے ''آخری فیصلہ'' کردیا کہ وہ خدا کی طرف سے نہیں تھے، کیونکہ ان کی موت مولوی ثناء اللہ صاحبؒ کی زندگی میں بقول ان کے ''خدائی ہاتھوں کی سزا'' سے ہوئی۔

مرزا صاحب کی موت کس عارضہ سے ہوئی؟

اس کے لئے کسی ڈاکٹری رپورٹ کی احتیاج نہیں، بلکہ مرزا صاحب کے مقدس صحابی اور قابل احترام خسر جناب میر ناصر نواب صاحب کی ثقہ روایت سے خود مرزا صاحب کا اپنا ''اقرار صالح'' موجود ہے، میر صاحب فرماتے ہیں:

''حضرت (مرزا) صاحب جس رات کو بیمار ہوئے اس رات کو میں اپنے مقام پر جاکر سوچکا تھا، جب آپ کو سخت تکلیف ہوئی تو مجھے جگایا گیا، جب میں حضرت صاحب کے پاس پہنچا اور آپ کا حال دیکھا تو مجھے مخاطب کرکے فرمایا: ''میر صاحب! مجھے وبائی ہیضہ ہوگیا ہے'' اس کے بعد کوئی ایسی صاف بات میرے خیال میں آپ نے نہیں فرمائی، یہاں تک کہ دوسرے روز دس بجے کے بعد آپ کا انتقال ہوگیا۔

(حیات ناصر ص:۱۴)

لیجئے! ''بہت بُری موت'' کے تینوں مرحلے اللہ تعالیٰ نے خود مرزا جی کی زبان وقلم سے طے کرادیئے یعنی پہلے ان سے لکھوایا کہ مفتری بہت ہی بُری موت مرتا ہے۔ پھر اس کی تعیین وتشخیص بھی انہی کے قلم سے کرادی کہ طاعون اور ہیضہ کی موت ہی وہ ''بُری موت'' ہے جو بطور سزا خدا تعالیٰ کے ہاتھوں سے کسی سرکش مفتری کو دی جاتی ہے اور پھر خود انہی کی زبان سے یہ اقرار بھی کرادیا کہ وہ وبائی ہیضہ سے بہت بُری موت مر رہے ہیں اور ان کا یہ اقرار ریکارڈ پر موجود ہے۔ اس کے بعد بھی ''پیغام صلح'' کو بہت ہی بُری موت اور نہایت ہی بد اور قابل عبرت انجام میں شک وشبہ ہو تو اس کا کیا علاج؟ ''فانہا لاتعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور'' اللہ تعالیٰ امت محمدیہ (علی صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیمات) پر رحم فرمائے اور انہیں تمام شرور وفتن سے محفوظ رکھے۔ آمین۔ ☆☆

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85, Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 32514972-32531133

تحریکِ ختم نبوت..... آغاز سے کامیابی تک

قسط:۱۵

سعود ساحر

آیئے اسٹیٹ بینک بلڈنگ چلتے ہیں، جہاں معرکہ حق و باطل جاری ہے۔ ۲۱/اگست کو خصوصی اجلاس اسپیکر صاحبزادہ فاروق علی خان کی صدارت میں شام پانچ بجے شروع ہوا اور اٹارنی جنرل یحییٰ بختیار نے پاکستان کے قیام کے خلاف اہل قادیان کی سازشوں کے حوالے سے سوالات کا آغاز کیا۔

اٹارنی جنرل: ''مرزا صاحب نے کہا ہے کہ ''پاکستان بن گیا تو ہم کوشش کریں گے کہ تقسیم ختم ہو اور اکھنڈ بھارت بن جائے۔'' پھر آگے چل کر الفضل ۵/اپریل ۴۷ء، ۷/مئی ۱۹۴۷ء، ۱۲/اپریل ۴۷ء اور پھر ۷/جون ۴۷ء میں مرزا محمود کا خطبہ ہے:

''آخر میں دعا کرتا ہوں کہ اے
میرے رب! میرے ملک کو سمجھ دے،
اول تو یہ ملک بٹے نہیں اور اگر بٹے تو پھر مل
جانے کے راستے کھلے رہیں۔''

یہ تین دن بعد کا خطبہ ہے، جبکہ پاکستان کا مطالبہ تسلیم ہو چکا تھا، مسلم لیگ فتح سے ہمکنار ہو چکی تھی، مگر آپ اس فتح میں شریک نہ تھے، آپ کو واضح کرنا ہوگا کہ آپ قصوروار نہیں تھے اور مسلم لیگ کے ہمنوا تھے؟''

مرزا ناصر: ''اس کو دیکھیں گے۔''

اٹارنی جنرل: ''آپ کا اسرائیل میں مشن موجود ہے؟''

مرزا ناصر: ''وہاں ہماری جماعت ہے۔''

اٹارنی جنرل: ''مشن ہے، مشن کے معنی جماعت کی کارگزاریوں کی جگہ اور آپ کی کتاب ''دی آور مشن'' میں اسرائیل کا تذکرہ ہے۔ یہ مشن ماؤنٹ کارمل حیفا میں واقع ہے، ایک مشن خانہ، ایک لائبریری اور ایک اسکول ہے۔ یہ مشن ایک ماہنامہ ''البشریٰ'' شائع کرتا ہے، جو عربی میں ہے اور تیرہ عرب ملکوں میں بھجوایا جاتا ہے، پھر مشن کے سربراہ نے حیفا کے میئر سے ملاقات کی اور اس نے کہا کہ میں اسکول تعمیر کر کے دیا۔ مشن کا سربراہ چوہدری محمد اشرف ۵۶ء میں پاکستان واپس آتے ہوئے اسرائیلی وزیر اعظم سے ملا، ہم کیا سمجھیں، جب کہ اسرائیل سے کسی بھی اسلامی ملک کے تعلقات نہیں اور پاکستانی وہاں جا نہیں سکتے، آپ کیسے پاکستانی (قادیانیوں) کو برطانیہ اور برطانوی پاسپورٹ بنوا کر اسرائیل بھجواتے ہیں؟''

مرزا ناصر: ''اسرائیل میں ہماری جماعت موجود ہے اور کافی عرصہ سے ہے اور لوگ بھی تو وہاں رہتے ہیں مسلمان!''

اٹارنی جنرل: ''اور مسلمان سے مراد فلسطینی عرب مسلمان، جو آزادی کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ آپ کا نمائندہ اسرائیلی وزیر اعظم اور میئر سے ملاقات کرتا ہے، دیگر مسلمانوں پر ظلم و ستم اور آپ سے یہ عنایت آخر کیوں؟''

مرزا ناصر: ''یہ دوسرا سوال آ جاتا ہے، ہمارے اسرائیل سے تعلقات اچھے ہیں۔''

اٹارنی جنرل: ''اچھا، وہ رشتوں والی بات کیا تھی؟''

مرزا ناصر: ''حضرت مسیح موعود نے اپنی جماعت کا شیرازہ مضبوط کرنے اور خصوصیت سے سلسلے کو قائم رکھنے کے لئے جماعت کے تعلقات ازدواج اور نظام معاشرت کی تحریک اور جماعت کو ہدایت فرمائی کہ احمدی اپنی لڑکیاں غیر احمدی لوگوں کو نہ دیں۔''

اٹارنی جنرل: ''اچھا تو یہ ہدایت کہ غیر احمدیوں کو رشتے نہ دیں، اچھا وہ ملائکۃ اللہ کا حوالہ کیا تھا؟ (بعض سوالات ہر قسم کے ابہام سے دور رکھنے کے لئے خاصے طویل ہیں اور مرزا ناصر کے جواب غیر ضروری طور پر سوال سے بھی زیادہ طویل اور ابہام کی نت نئی صورتیں پیدا کرنے والے ہیں، جنہیں اختصار کے ساتھ مفہوم تک محدود کیا جا رہا ہے)''

مرزا ناصر: ''ہماری جماعت کے لئے ضروری ہے کہ غیر احمدی کو رشتہ نہ دے جو ایسا کرتا ہے وہ یقیناً مسیح موعود کو نہیں سمجھتا، جس دن سے تم احمدی ہوئے، تمہاری قومیت احمدیت ہوگئی۔''

اٹارنی جنرل: ''مرزا غلام احمد کہتے ہیں کہ میرے مخالف جہنمی، کافر ہیں اور بعض جگہ ولد الحرام بھی مرزا نے کہا، مگر آپ نے جواب دیا کہ اس سے عیسائی مراد ہیں، مگر مرزا غلام احمد نے سفر دہلی کی تفصیل لکھی، اس کے مطابق دہلی کی جامع مسجد میں انسانوں کا سمندر تھا، جو نفرت اور غصہ سے پاگل ہو رہے تھے۔ مسجد میں انسانوں کا سمندر، مسلمان لوگ

تھے، جو مرزا کے مخالف تھے، وہ عیسائی نہ تھے؟"

مرزا ناصر: "اعلان (نبوت) کے بعد مخالفت کا طوفان آ گیا، وہی علماء جو پہلے تعریف کرتے تھے، مذمت میں مصروف ہو گئے، مولوی محمد حسین بٹالوی وغیرہ۔"

اٹارنی جنرل: "جب مرزا اپنے مخالف کو جہنمی کہتے ہیں تو اس میں مسلمان بھی شامل ہیں۔ مرزا دہلی، امرتسر، لاہور، سیالکوٹ، جہلم جاتے تو مسلمان علماء اور عوام مخالفت کرتے تو مخالفین میں سب شامل ہیں جن کے بارے میں "جہنمی" "جنگل کے سور" اور کئی خلاف تہذیب الفاظ ہیں۔ مرزا کے چچازاد بھائی اور دوسرے رشتہ دار جو مخالف تھے، یہ سب بھی جہنمی ہو گئے کیا یہ عیسائی نہ تھے؟"

مرزا ناصر: "یہ بات تو میں نے مان لی کہ ہر فرقے کے کچھ لوگ جو مخالف تھے۔"

اٹارنی جنرل: "اچھا، کلام اللہ کی طرح مرزا کے الہامات اور کلام بھی خطاؤں سے پاک ہے اور مرزا کا کلام قرآن مجید کی طرح اللہ کا کلام ہے؟"

مرزا ناصر: "دونوں کا سرچشمہ ایک ہے۔"

اٹارنی جنرل: "دونوں کا لیول (سطح) بھی ایک ہے؟"

مرزا ناصر: "ہاں۔"

اٹارنی جنرل: "کیونکہ دونوں اللہ کے کلام ہیں، آپ کی نظر میں دونوں صحیح کلام ہیں؟"

مرزا ناصر: "دونوں اللہ تعالیٰ کے کلام ہیں۔"

اٹارنی جنرل: "احادیث، قدرتاً قرآن کے برابر نہیں ہو سکتیں کہ بیسیوں راویوں سے ہو کر ہمیں ملیں اور صرف کلام نہیں، بلکہ جو کچھ مرزا کے منہ سے سنا، وہ باتیں آپ کے نزدیک حدیث سے افضل ہو گئیں؟"

مرزا ناصر: "جی ہاں!"

اٹارنی جنرل: "میرا پوائنٹ یہ ہے کہ حدیث خواہ کتنی بھی صحیح ہو، کیونکہ وہ راویوں کے ذریعے آئی اور مرزا کا کلام اس کے منہ سے سنا اور وہ مقدم ہے؟"

مرزا ناصر: "یہ مطلب تو آٹھویں جماعت کا بچہ بھی نہیں لے سکتا۔"

اٹارنی جنرل: "میں بے وقوف ہوں، موٹے دماغ کا ہوں، آپ کے عقائد سے یہی نتیجہ نکل رہا ہے؟"

مرزا ناصر: "میرے مذہب کا سوال ہے تو میں ہی بتاؤں گا؟"

اٹارنی جنرل: "اسی لئے تو آپ سے پوچھ رہا ہوں؟"

مرزا ناصر: "وہ میں سب کو بتا رہا ہوں، وہ آپ قبول نہیں کرتے تو بس ختم ہو گیا۔" (جاری ہے)

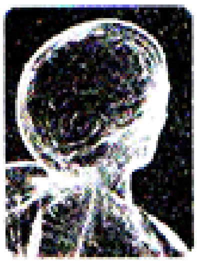

32 اجزاء سے تیار کردہ

فیصل

معجون قوت دماغ زعفرانی

دماغ، اعصاب، ذہن اور حافظہ کیلئے آزمودہ نسخہ

پاکستان بھر میں بذریعہ ڈاک فری ہوم ڈلیوری

0314-3085577

- ذہنی دباؤ، تھکاوٹ، بے خوابی، نسیان اور اعصابی کمزوری کا اکسیر علاج
- چہرے کی شادابی، حافظہ کی کمزوری، نظر کی بہتری کیلئے بہترین ٹانک
- نظام ہضم کی درستگی، بواسیر اور پیدائش خون کیلئے موثر علاج
- شوگر اور بلڈ پریشر کے مریضوں کیلئے انمول تحفہ
- معدہ و جگر کی کمزوری اور گرمی کا بہترین علاج
- معجون کا مسلسل استعمال بھرپور جوانی کی ضمانت

قیمت -/1200 روپے وزن 600 گرام

قیمت -/650 روپے وزن 300 گرام

اجزائے معجون

زعفران	دارچینی	شہد	مغز بادام
کشنیز	بلیلہ	جوہر آہن	برہمی بوٹی
مرچ سیاہ	ورق طلاء	بادیان	مغز اخروٹ
خشخاش	گاؤزبان	گل سرخ	طباشیر
اسطوخودوس	الائچی کلاں	الائچی خورد	زرشک
مغز تربوز	ورق نقرہ	گوند کتیرہ	جوہر مرجان
آملہ	مغز خیارین	مغز کدو	مویز منقی

ہر موسم، ہر عمر کی خواتین و حضرات کیلئے یکساں مفید || معیار اور مقدار کے ضامن

فیصل FOODS شاہ ولایہ ڈی گراؤنڈ سپلائز کالونی فیصل آباد 0314-3085577

قادیانیت کے خلاف اُمتِ مُسلمہ کے فتاوی جات کا مجموعہ

فتاویٰ ختمِ نبوت

(۳ جلدیں)

تحقیق وتخریج شدہ جدید ایڈیشن

ترتیب

حضرت مولانا سعید احمد جلالپوری شہید رحمہ اللہ

تحقیق وتخریج

زیرِ نگرانی

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی

تمام مکاتبِ فکر کے علمائے کرام، ومفتیانِ عظام کے وہ فتاوی جو انہوں نے مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی ذُرّیت کے کافر، مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہونے سے متعلق دیئے ہیں، تحقیق وتخریج کے بعد انہیں یکجا شائع کیا گیا ہے۔

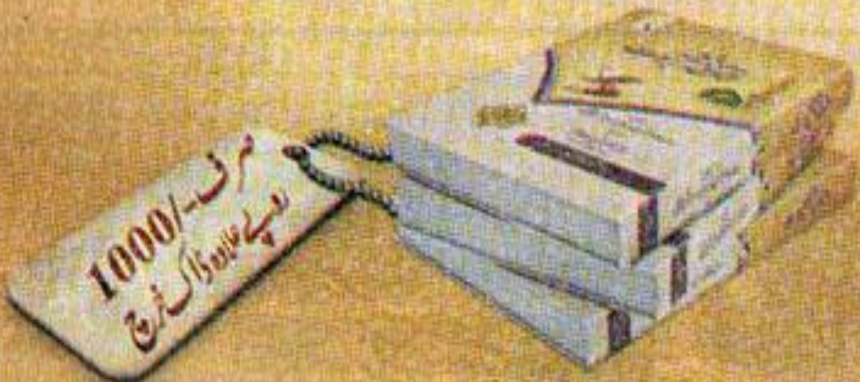

- ★ ختمِ نبوت کے محاذ پر کام کرنے والے حضرات مُبلغین کے لئے معین ومددگار
- ★ دار الافتاء اور لائبریری کے لئے بیش بہا علمی خزانہ
- ★ عمدہ کاغذ، جاذبِ نظر سرِ ورق
- ★ علماء وطلبہ اور کارکنانِ ختمِ نبوت کے لئے خصوصی رعایت

شائع کردہ: عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کراچی

021-32780337, 021-34234476

اسٹاکسٹ

مکتبہ لدھیانوی 18-سلام کتب مارکیٹ بنوری ٹاؤن کراچی

021-34130020, 0321-2115595, 0321-2115502